www.novelsclubb.com
لال عشق
ناولز کلب
ام حبیبہ
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

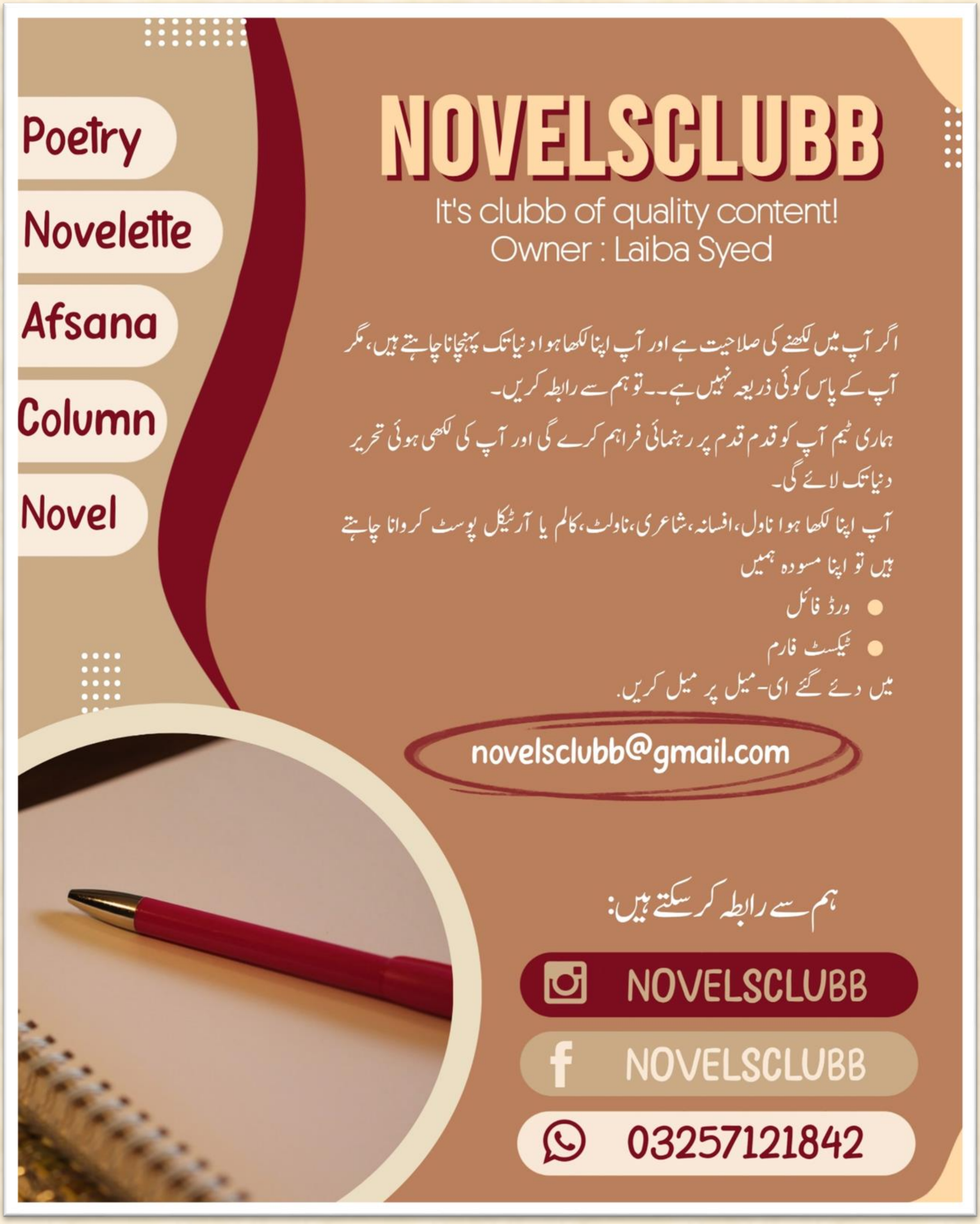
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

لال عشق

از قلم

ام حبیبہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط 3

Orléne (Beyond fashion, A Legacy)

اورلین "کوئی عام برانڈ نہیں تھا، بلکہ ایک پہچان، ایک شان تھی۔"

یہ وہ خواب تھا جس کی بنیاد عمر دلاور نے رکھی۔۔۔ کپڑوں کی دنیا میں نفاست اور وقار کی نئی جہت متعارف کروانے کے ارادے سے۔ ابتدا محض چند سادہ مگر باوقار لباسوں سے ہوئی، مگر عمر صاحب کے ذوق، ایمانداری اور فن کے احترام نے "اورلین" کو ایک مقام عطا کیا۔ وقت گزرا، اور یہ خواب ان کے بیٹے ازعان دلاور نے اپنی محنت، جدت اور وژن سے نئی سمت دی۔ ازعان نے "اورلین" کو کپڑوں کی حد سے نکال کر خوشبو، زیورات اور فٹ وئیر کی دنیا تک پھیلا دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے اس برانڈ میں صرف انداز نہیں، ایک فلسفہ شامل کیا۔۔۔خوبصورتی جو وقت سے نہیں، احساس سے جڑی ہو۔یوں "اورلین" اب صرف ایک فیشن ہاؤس نہیں رہا، بلکہ ایک وراثت بن گیا ہے۔

ایک ایسی میراث جو باپ کی لگن اور بیٹے کی بصیرت کا حسین امتزاج ہے۔

لندن:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

Orléne Atelier

اورلین اٹیلیئر 'لندن کی پر سکون گلی میں واقع روشنی اور سکون کا امتزاج۔'

یہ وہ جگہ تھی جہاں تخیل حقیقت سے ملتا ہے، اور رنگ خاموشی میں بول اٹھتے ہیں۔

اورلین اٹیلیئر 'لندن کی خاموش رات میں روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔رات ٹھنڈی اور نم' تھی، کھڑکی کے شیشوں پر بوندیں آہستگی سے پھسل کر اورلین اسٹوڈیو کی مدھم زرد روشن

کمرے میں ایک سکون بھرا احساس بکھیر تیپ، دیواروں پر لٹکے خاکے، کھلے کپڑوں کے رول، اور میز پر بکھرے رنگ و برش ازعان کی مصروف زندگی کا پتہ دے رہے تھے۔

سرمئی رنگ کی ہائی نیک اور پینٹ میں ملبوس وہ ایک بڑی لمبی میز کے پاس موجود پوشاکی پتلے کے قریب کھڑا تھا اس کا سیاہ جیکٹ کچھ فاصلے پر موجود صوفے پر رکھا تھا۔ کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہوا اس کے بالوں کو چھو کر گزرتی، مگر وہ پوری توجہ کے ساتھ اپنے ڈیزائن کے آخری لمس میں مصروف تھا۔ کپڑے کے نرم نیلے شیڈ پر چلتی اس کی انگلیوں میں ایک خاص وقار تھا۔۔۔ جیسے وہ رنگوں سے نہیں، خیالوں سے فن تخلیق کر رہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کمرے میں بجتی ہلکی جاز موسیقی اور بارش کی ٹپکنے کی آواز، اسٹوڈیو کے ماحول میں ایک خاموش لیکن گہری زندگی بھرتی جا رہی تھی، مگر اگلے ہی لمحے میں یہ خاموشی اور ازعان کا سارا تسلسل ٹوٹ گیا۔ میز پر فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے چہرے کے ساتھ نظریں پھیر کر دیکھا، گہری بھوری آنکھیں اور تیکھے نقوش والا چہرہ زرد روشنی میں مزید نمایاں ہوا اس نے ایک نظر اونچی کرتے اپنے سامنے دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا وہاں اب نو بج رہے تھے، اس نے دوبارہ نظریں جھکائی اور ہاتھ میں تھامی پنز کو سائڈ پر رکھ دیا پھر گھوم کر میز کے قریب آ کر اس

نے فون اٹھایا۔اسکرین پر "مام "لکھا جگمگا رہا تھا اس کی مسکراہٹ صاف بتا رہی تھی کہ اس کا اندازہ صحیح نکلا ہے۔۔۔اس نے فون ریسو کر کے کان سے لگایا۔

ہیلو مام۔"نرم آواز۔"

کتنی دیر ہو چکی ہے ازعان۔۔۔ کہاں ہو تم ؟"دوسری طرف سے ایک نسوانی مگر متوازن" آواز ابھری۔۔ایسی آواز جس میں فکر بھی تھی اور ممتا کی نرمی بھی۔

مام۔۔اسٹوڈیو میں ہوں۔۔۔ کچھ دیر میں آجاؤں گا گھر۔"وہ فعن کو اسپیکر پر چھوڑ کر ساتھ " لیے پوشاکی پتلے کے قریب آگیا۔

نہیں، سب کام چھوڑ دو اور گھر آؤ۔میں نے تمہارے انتظار میں کھانا تک نہیں کھایا"

"ہے۔۔۔اور تمہیں یاد ہے نا؟ ہمیں صبح کی فلائٹ سے پاکستان جانا ہے۔

نبیلہ بیگم نے نہایت نرمی سے کہا، مگر آخری جملہ جیسے یاددہانی نہیں بلکہ ایک نازک سا تقاضا ہو۔ازعان کے ہاتھ بے اختیار رک گئے۔وہ واقعی بھول گیا تھا۔لمحہ بھر کو اسٹوڈیو کی خاموشی

میں صرف بارش کی ہلکی سی آواز باقی رہ گئی۔اس نے کچھ نہیں کہا۔۔۔مگر دوسری طرف نبیلہ بیگم اس خاموشی کو بھی پڑھ چکی تھیں۔

ماں کے دل کو لفظوں کی ضرورت کب ہوتی ہے،وہ تو سانسوں کی لے سے بھی اولاد کی کیفیت سمجھ لیتی ہے۔

ازعان!" لمحے بعد وہ اسے پکارا۔"

ازعان سارے کام چھوڑ کر اب فون پر متوجہ ہوا اس نے فون اسپیکر سے ہٹا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سوری مام،میں مصروفیات میں بھول گیا تھا۔"اس نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔نبیلہ " بیگم نے لبوں پر مسکان بھر کر نفی میں سر ہلایا،جیسے وہ اس نادانی سے پہلے ہی واقف ہوں۔

اچھا تو اب جلدی گھر آؤ۔"نبیلہ بیگم نے نرمی سے انداز میں تاکید کی۔ازعان نے ہمم کا " جواب دیا۔الوداعی جملہ کہہ کر نبیلہ بیگم نے کال کاٹی،وہی ازعان نے فون رکھ کر اپنا باقی کام مکمل کیا۔

کچھ دیر بعد وہ اسٹوڈیو سے باہر نکل آیا۔ گہرے نیلے آسمان کے نیچے اب زرد روشنی مدھم پڑ چکی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے ساتھ بوندا باندی کی نمی فضا میں گھل رہی تھی۔ ازعان نے گاڑی کا دروازہ کھولا، ایک لمحہ آسمان کی طرف دیکھا، پھر خاموشی سے اندر بیٹھا اور گھر کی سمت روانہ ہو گیا۔

شہرِ لندن کی پُرسکون گلیوں میں گہری رات اتر چکی تھی۔ آسمان سے ہلکی بوندا باندی اب بھی جاری تھی، جس کی بوندیں سڑک کے کنارے لگی لائٹس کی زرد روشنی میں چمک کر جیسے نگینوں سا منظر بنا رہی تھیں۔ اسی لمحے ایک سیاہ گاڑی ایک وسیع وماڈرن بنگلے کے سامنے آکر رکی، سیاہ وخاکستری رنگت میں ڈوبا وہ گھر قمقموں کی نرمی میں جگمگا رہا تھا۔ وسیع شیشوں سے چھن کر آتی مدھم روشنی اندرونی سکون کا پتہ دیتی، اور زینے کے کناروں پر جلتے ننھے چراغ بارش کی بوندوں سے بھیگتے ہوئے بھی اپنی روشنی برقرار رکھے ہوئے تھے۔

گاڑی آہستہ سے آکر مرکزی دروازے کے سامنے رُکی۔ گارڈ نے دروازہ کھولا اور گاڑی دھیمی رفتار میں زینوں کے پاس آکر رکی۔ وائپر کی آخری حرکت کے ساتھ گاڑی بند ہوئی، دروازہ کھلا، اور ازعان دلاور سیاہ جیکٹ کے کالر کو ذرا سا درست کرتے باہر نکلا۔ بارش کی چند

Clubb of Quality Content
novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بوندیں اس کے بالوں اور کندھوں پر گر کر جیسے رات کی خاموشی کو اور گہرا کر گئیں۔اس نے ایک لمحے کو اوپر نگاہ اٹھائی۔۔۔پھر پر سکون قدموں سے زینہ چڑھنے لگا۔ پیچھے گھر کا ڈرائیور اس کی گاڑی کو پارک کرنے لگا۔

گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے سب سے پہلے اپنی ماں کے بارے میں پوچھا۔

مائیکل !مام کہاں ہے ؟"اس نے انگریزی میں ملازم سے پوچھا۔ "

وہ اپنے کمرے ہیں۔"اس ملازم نے بھی انگریزی میں جواب دیا۔ "

ازعان نے جیکٹ اتار کر ہاتھ میں لٹکاتے نبیلہ بیگم کے کمرے کی جانب رخ کیا۔

اس نے کھٹکھٹانے کے لیے ہاتھ اونچا کیا مگر دیکھا تو کمرے کا دروازہ ادھ کھلا تھا اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا اور کمرے میں جھانکا۔کمرے کی مدھم سنہری روشنی ماحول کو نیم خوابیدہ کر رہی تھی۔اس نے چہرے کی سیدھ میں دیکھا جہاں نبیلہ بیگم ہاتھ میں فون لیے سو رہی تھی۔وہ مسکرایا کچھ لمحے ایسے ہی کھڑا رہا پھر دھیرے قدموں سے ان کے قریب آکر اس نے فون لیکر سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔کچھ لمحے مزید محبت بھری نظروں سے اپنی ماں کو دیکھتا رہا پھر تھوڑا اونچا ہوتے اس نے نبیلہ بیگم کی پیشانی کو چھوا۔اس کے لمس سے نبیلہ بیگم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے ماتھے پر بل پڑے اور پلکیں کچھ جھلملائی۔آنکھیں کھولنے پر سامنے اپنے بیٹے کو دیکھ کر وہ مسکراہٹ لیے اُجلت میں سیدھی بیٹھ گئی۔

ایزی مام۔"انہیں تیزی میں بیٹھتے دیکھ اس نے ہاتھ سے اشارہ کرتے کہا۔"

کب آئے؟"انہوں نے بال درست کرتے ہوئے پوچھا۔ "

بس ابھی ابھی جب آپ سورہی تھی۔"وہ نرم لہجے میں جوابا گویا ہوا اور خود سر کی پشت صوفے سے ٹکانے لگا۔

تمہارے ڈیڈ سے بات کررہی تھی۔۔۔کل کی فلائٹ کے بارے میں انہیں بتارہی تھی،پھر پتا نہیں کب سو گئی۔"نبیلہ بیگم بھی اس کی تھکن کو دیکھ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

ہمم۔"چند لمحے خاموشی کے بعد ازعان کی آواز ابھری۔"

ویسے آپکو کبھی ڈیڈ نے بتایا ہے؟"ازعان نے آنکھیں چھوٹی کرتے بھنویں ملا کر پوچھا۔ "

کیا؟"نبیلہ بیگم بھی اسی انداز میں بولی۔"

کہ آپ سوتے ہوئے بہت خوبصورت لگتی ہیں۔" چہرہ سنجیدہ مگر لہجہ شرارت اور محبت سے بھرا ہوا تھا۔ نبیلہ بیگم کی شکن لمحے میں غائب ہوئی، وہ مسکرانے لگی۔ ان کی مسکراہٹ پر ازعان کے لب بھی کھلے۔

"آہاں۔۔۔ یہ مسکراہٹ اور شرم چار چاند لگا رہے ہیں۔" اس کی بات پر نبیلہ بیگم مزید مسکراتے ہوئے پلکیں جھکانے لگی۔ ازعان کی مسکراہٹ بھی مزید گہری ہوئی۔ اس کی مسکراہٹ بھی کچھ کم نا تھی۔ اگر کوئی اس وقت اسے دیکھتا تو اس کا اسیر بن جاتا۔

" بدمعاش۔۔۔ ماں کے ساتھ فلرٹ کر رہے ہو؟" وہ اسے تھپکی دیتے ہوئے بولی۔

" میں فلرٹ تھوڑی کر رہا ہوں۔۔۔ بس آپ کی تعریف کر رہا ہوں۔" اس کے لہجے میں مزید شرارت واضح ہوئی۔

"بہت شکریہ تعریف کے لیے۔" نبیلہ بیگم کپڑے درست کرتی ہوئی کھڑی ہو گئی ازعان بھی ان کے ساتھ اٹھ گیا۔

"کھانا تیار کرواتی ہوں جلدی فریش ہو کر نیچے آؤ۔" وہ دروازے کی جانب بڑھی۔

"کیا آپ کو میرا فلرٹ کرنا پسند نہیں آیا؟" اس نے نبیلہ بیگم کے قریب جا کر ان کے شانوں پر نرمی سے ہاتھ رکھتے پوچھا۔ وہ دونوں اسی قرب و سہارا دیتے انداز میں چلنے لگے۔

پسند آیا۔۔۔ مگر یہ فلرٹی ڈائیلا گز اپنے فیوچر وائف کے لیے رکھو میرے لیے نہیں۔" نبیلہ بیگم اس کا گال سہلاتے کہا۔ان کی بات پر وہ منہ بسورنے لگا۔

اس کے لیے میری آنکھیں کافی ہونگی اور جب وہ آئے گی تب کچھ نئے ڈائیلا گز بنالوں گا۔"""

نبیلہ بیگم اس کی بات پر کچھ سوچنے لگی۔

مطلب تم شادی کے لیے تیار ہو؟" نبیلہ بیگم نے جیسے تیر پھینکا۔"

میں نے ایسا تو نہیں کہا۔" اس نے گردن ہلاتے ہوئے نفی کی۔ نبیلہ بیگم اس کی بات پر ہلکا" ساچونکی۔

تو پھر تمہاری بات کا میں کیا مطلب سمجھوں؟" وہ اب ازعان کی جانب دیکھنے لگی۔"

وہ تو بس میں نے یونہی کہہ دیا تھا۔" نبیلہ بیگم نے سر سے نفی کا اشارہ کیا جیسے کہہ رہی کہ " اس لڑکے کے میں کیا کروں۔

" اور یہ آنکھیں کافی ہونگی کا کیا مطلب ہے؟"

مطلب میں سنا ہے کہ بیویاں جو ہوتیں ہیں۔۔۔ انہیں اگر ہلکی محبت کی نظر سے بھی دیکھ " لیں تو ایسے ہی شرماتی مسکراتی ہیں جیسے ابھی آپ شرما رہی تھیں۔" اس کی بات پر نبیلہ بیگم کا قہقہہ گونجا۔

تم صرف بدمعاش نہیں بہت زیادہ بدمعاش ہو گئے ہو۔۔۔اب چلو بیٹھو۔"وہ پھر سے " اسے تھپکی دیتے ہوئے بولی۔ازعان مسکراتے ہوئے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا۔

ملازم کچھ لمحے بعد کھانا سَروکرنے لگا نبیلہ بیگم نے ازعان کو پلیٹ میں سَروکیا پھر خود بھی لیتے کھانے لگی۔دونوں خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے۔باہر بارش کے قطروں کی نغمگی، گھڑی کی ہلکی ٹک ٹک،اور کھانے کی خوشبو۔۔۔سب کچھ ایک مانوس سکون بُنتا جا رہا تھا۔چند لمحوں بعد نبیلہ بیگم نے نرمی سے کہا:

"کل پاکستان جانا ہے،وہاں تمہارے ڈیڈ تمہیں دیکھنے کو بے چین ہیں۔"

ازعان نے ایک لمحے کو سر اٹھایا، چمچ روکا،اور مسکرا کر بولا:

"پتا ہے مام۔۔۔میں بھی اُن سے ملنے کے لیے بے تاب ہوں۔"

ویسے آپ نے ابھی بتایا کہ آپ ڈیڈ سے بات کر رہی تھی مطلب آپ کی بات ہوئی ان" سے ؟"اس نے پانی پیتے ہوئے پوچھا۔

ہاں۔۔کیوں پوچھ رہے ہو؟"انہوں نے چاول چمچ میں بھرتے ہوئے پوچھا۔"

میں نے انہیں جب فون کیا تھا تب کسی لڑکی نے ریسو کیا تھا۔"نبیلہ بیگم نے کھاتے ہوئے" اپنا ہاتھ روکا۔

لڑکی نے؟"انہوں نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا۔"

ہاں۔"ایک لفظی جواب۔البتہ چہرے پر سنجیدگی تھی۔"

کوئی ملازمہ ہوگی۔"نبیلہ بیگم نے ایک پل سوچ کر کہا ازعان بھی گردن اٹھائے سوچنے لگا۔ مگر اگلے ہی لمحے اسے اس لڑکی کی ڈانٹ یاد آئی۔

نہیں ملازمہ نہیں ہوگی ورنہ مجھ سے روڈلی بات نہیں کرتی، مجھے ڈانٹتی نہیں۔"اس کی بات پر نبیلہ بیگم کچھ حیران ہوئی۔

کیا کہہ رہے ہو ازعان؟"وہ چونکی، البتہ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ جسے ازعان نے بغور دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مام۔۔۔آپ مسکرا رہی ہیں؟"ازعان منہ بسورے کہنے لگا۔"

ہاں کیونکہ مجھے حیرت ہو رہی ہے، تم سے آج تک کسی نے روڈلی بات کیا بلکہ روڈلی دیکھا تک نہیں ہے اور وہ تمہیں باتیں سنا گئی۔۔۔ویسے تم نے کچھ جواب نہیں دیا؟"وہ اپنی بات مکمل کر کے مزید مسکرانے لگی۔ازعان چپ چاپ کھانا کھاتا رہا۔

ایکچلی اسے لگا جیسے کسی ان نون آدمی نے کال کی ہے تو بس۔۔۔۔"

تو بس اس نے تمہیں ڈانٹ دیا۔"ازعان کی بات نبیلہ بیگم نے مکمل کی اور آخر میں ہنس دی۔ازعان پھر منہ بسور کر آخری نوالہ کھانے لگا۔ "

کوئی بات نہیں۔۔۔ابھی ڈیڈ سے ویسے ہی میں بات کرنے والا ہوں معلوم ہو جائے گا کہ کون تھی وہ؟"اپنا کھانا مکمل کر کے اس نے جوس کا گلاس اٹھایا،اور سپ لیتے ہوئے بولا۔ "

ویٹ۔۔۔ہو سکتا یہ وہی لڑکی ہو جو جاب کے لیے آئی ہے۔"نبیلہ بیگم بھی اپنا کھانا مکمل کر چکی تھی وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی۔ازعان نے سن کر پیشانی پر بل چڑھائے۔ان کے اٹھنے کے بعد ملازم برتن سمیٹنے لگا۔ "

کون لڑکی؟کیسی جاب؟"اس نے پوچھا۔ "

وہی کیئر ٹیکر۔"یہ سن کر ازعان نے نظریں زمین کی جانب کر دی۔اسے کچھ وقت پہلے آہل سے فون کال پر کی ہوئی بات یاد آئی۔ "

" اوہ۔۔۔ہو سکتا ہے۔ "

ہاں تمہارے ڈیڈ بتا رہے تھے کہ وہ لڑکی بہت پیاری ہے،معصوم ہے۔"نبیلہ بیگم نے ہلکی مسکان لیے کہا۔ "

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

معصوم؟"ازعان نے دبی آواز میں ابرو اٹھائے لفظ دہرایا۔لمحے بعد اس کے ذہن میں اسی" لڑکی کا خیال آیا اس کی سماعت میں وہ آواز گونجی۔

وہ سوچتے ہوئے نبیلہ بیگم کے ساتھ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔یکدم نبیلہ بیگم کے قدم رکے۔

ازعان، صبح جلدی اُٹھ جانا۔۔۔ ہمیں نکلنا ہے۔"ازعان جو جوس کا گلاس لبوں سے لگائے" ہوئے تھا،اُن کی بات پر تھم سا گیا۔آنکھیں گھماتے ہوئے اُس نے حلق سے جوس اتارا اور نظریں سامنے موجود نبیلہ بیگم کی طرف اُٹھادیں۔

نبیلہ بیگم نے اُسے تجسس بھری نظروں سے دیکھا، جیسے وہ کچھ چھپا رہا ہو۔

یہ مت کہنا کہ تم میرے ساتھ نہیں جا رہے ہو۔"ہاتھوں کو باندھے انہوں آنکھیں" سکیڑے کہا۔ازعان نے آخری گھونٹ گلے سے اتارا۔

مام۔۔۔میں صبح آپ کے ساتھ نہیں جا رہا۔"نبیلہ بیگم اس جواب پر چونکیں نہیں؛جیسے وہ" پہلے ہی اسی بات کی منتظر تھیں،اور یہ الفاظ سن کر ان کے چہرے پر بس ہلکی سی سمجھ بوجھ کی لکیر ابھری۔

لیکن کیوں؟"ان کا لہجہ برہمی سے بھرا تھا۔"

ایکچولی مام میری فلائٹ لیٹ ہے۔" چند لمحے خاموشی چھا گئی۔ نبیلہ بیگم کے چہرے پر "
ناگواری کی ہلکی جھلک تھی، مگر آنکھوں میں وہی ماں والی بے بسی چھپی تھی۔۔۔ جو خفا بھی
ہو، مگر فکر پھر بھی غالب رہتی ہے۔

" لیکن تمہیں فلائٹ لیٹ کیوں کرنی پڑی ہے؟"

کل صبح میری منور صاحب کے ساتھ میٹینگ ہے۔۔۔ اس لیے میں نے آپ کے ساتھ کی "
اپنی ٹکٹ کینسل کروادی۔" نبیلہ بیگم کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھ کر وہ اُن کے عین
مقابل آکھڑا ہوا۔ پھر آہستہ سے نبیلہ بیگم کے شانوں پر ہاتھ رکھتے وہ چہرہ جھکا کر بولا۔

ایم سوری مام۔۔۔ میں آپ کے ساتھ ہی آنے والا تھا نا۔۔۔ اب اچانک منور صاحب نے "
مجھ سے میٹنگ فکس کرلی، ورنہ یہ میٹنگ میری جانب سے مؤخر ہونے والی تھی۔" نبیلہ بیگم
نے اس کی بات سن کر صرف اثبات میں گردن ہلائی۔

ٹھیک ہے میرا بچہ میں مان گئی۔" ازعان نے مسکراتے ہوئے ان کی پیشانی چومی۔"

اچھا اب جائیں اور سو جائیں۔" ازعان نے نرمی سے کہا۔"

گڈ نائٹ مائی لو۔" نبیلہ بیگم نے بھی اس کا ماتھ چوم کر کہا پھر دونوں اپنے کمرے کی جانب "
بڑھ گ ئے۔

ΔΔΔΔΔ

صبح صادق کا وقت تھا نبیلہ بیگم نماز میں مصروف تھی۔

صبحِ صادق کی خنکی اور مسلسل برستی بوندیں فضا میں ایک عجیب سا سکون گھول رہی تھیں۔وہ سجدے سے اٹھنے لگی،اسی وقت دروازے کی چرچراہٹ نے ماحول میں خلل ڈالا۔ازعان سوٹ بوٹ میں تیار کمرے کے اندر چلا آیا۔اس کے ساتھ ملازم بھی تھا خاموش ماحول میں اس نے اشارتاً ملازم سے سوٹ کیس لے جانے کا کہا۔ملازم بغیر کسی آواز کے سامان کمرے سے باہر لے گیا۔

نبیلہ بیگم نے سلام پھیر کا دعا مانگی پھر جائے نماز اور چادر دونوں ایک ساتھ الماری میں رکھ دی ئے۔اس دوران ازعان خاموش کھڑا رہا۔

Clubb of Quality Content!

نبیلہ بیگم نے الماری کی دوسری دراز سے ایک سیاہ ڈبیہ نکالی پھر اس میں موجود شے کو دیکھنے لگی ازعان نے بھی آنکھیں چھوٹی کئے اس ڈبیہ میں موجود شے کو دیکھنا چاہا مگر اسی لمحے وہ ڈبیہ بند کر چکی تھیں۔

مام!"اس نے دھیمے سے پکارا۔"

ہمم۔"الماری کی پٹ سے چہرہ نکال کر انہوں نے ازعان کو دیکھا۔"

چلیں؟"اس نے مختصر پوچھا"

ہاں بس ایک منٹ۔"وہ اس ڈبیہ کو الماری میں رکھنے کے بجائے پرس میں رکھنے لگی۔"

ایک نظر آئینے میں دیکھ کر وہ بیگ لیے دروازے کی جانب بڑھی جہاں ازعان کھڑا تھا۔ "

اب وہ دونوں ایک ساتھ باہر کی جانب بڑھ گئے۔

ازعان۔۔تمہاری بات ہوئی تمہارے ڈیڈ سے؟"نبیلہ بیگم نے گھر کے باہر بنی مین"

سیڑھیاں اترتے ہوئے پوچھا۔

نہیں مام۔۔انہوں نے فون نہیں اٹھایا۔"نبیلہ بیگم نے تعجب کیا۔ان کے قدم تھم گئے۔ "

اب وہ پلٹ کر ازعان کی جانب متوجہ ہوئی جوان سے ایک قدم پیچھے تھا۔

" فون نہیں اٹھایا۔۔۔کیوں؟"

شاید سو رہے ہونگے۔"ازعان نے اندازہ لگایا۔"

تعجب والی بات ہے کہ انہوں نے فون ریسیو نہیں کیا۔"ازعان مسکرایا۔"

مجھے بھی عجیب لگا۔۔۔پر کوئی بات نہیں میں ایک بار پھر ٹرائی کرونگا۔"نبیلہ بیگم آگے" بڑھ گئی البتہ ازعان کے دل خدشہ پیدا ہوا۔

کہیں ڈیڈ کی طبیعت تو خراب نہیں۔۔۔؟اللہ نہ کرے۔"اس نے فوراًاپنے ہی خیال کو" " جھٹک دیا۔اور فون پر کسی نمبر ملانے لگا تبھی نبیلہ بیگم نے اسے پکارا۔

چلوازعان رک کیوں گ ئے؟"نبیلہ بیگم نے کار کے قریب جاکراونچی آواز میں پکارا۔ "

ازعان نے جلدی میسج لکھااور ایک نمبر پر بھیج دیا پھر فون بند کرکے سیڑھیاں اترنے لگااور گاڑی میں بیٹھا۔

بارش کی بوندیں اب تھم چکی تھیں۔ہلکی،مدھم سنہری روشنیوں میں گیلی سڑک اور گاڑی کے شیشے پر ٹھہرے قطروں کے نشان ہیروں کی مانند چمک رہے تھے۔

ان کی گاڑی اب سڑک پر تھی۔

Clubb of Quality Content

ائرپورٹ کے باہر زندگی اپنے معمول میں رواں تھی، لیکن ان دونوں کے دل میں ایک انجانی بے چینی تھی۔ ہر طرف بھاگتے لوگ، ٹرالیوں کی چرچراہٹ اور اناؤنسمنٹ کی آوازیں ماحول میں گونج رہی تھیں۔ ڈرائیور نے سامان ٹرالی میں رکھا، ازعان نبیلہ نبیلہ کے ہمراہ روانگی گیٹ تک آیا۔

اپنا خیال رکھنا۔" نبیلہ بیگم نے بیٹے کی طرف دیکھا۔۔۔ان کی آنکھوں میں محبت کے ساتھ" ساتھ وہ تشویش بھی تھی جو ماؤں کے دل میں ہمیشہ رہتی ہے۔

ازعان نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ ان کے ہاتھ تھامے، "آپ فکر نہ کریں مام!" نبیلہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا، مگر جاتے لمحے ایک بار پھر پلٹ کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔

دور سے آتی روشنی میں ازعان کا چہرہ نیم روشن تھا۔۔۔ جیسے اس کی خاموشی کچھ کہہ رہی ہو۔ جہاز کی روانگی کی اناؤنسمنٹ ہوئی۔ نبیلہ بیگم نے بیٹے کی طرف آخری نظر ڈالی، مسکرائیں، اور آہستہ سے پلٹ گئیں۔ ازعان وہیں کھڑا رہا، یہاں تک کہ ان کی پرچھائی دروازے کے پار گم ہو گئی۔ باہر کی فضا میں ایک بار پھر ہلکی پھوار نے جنم لیا۔ اسی لمحے کسی کی پکار آئی۔

ازعان! ''نسوانی آواز۔درمیانہ قد۔ گورے رنگت والی لڑکی، بھورے بال اور بھوری ''

آنکھیں۔

وردہ ملک'ازعان نے پلٹ کر دیکھا۔'

ہلکے نیلے رنگ کی نرم جیکٹ، جس کے کناروں پر سفید فر کی تہہ، جیسے سرد ہوا کا لمس

ہو۔اندر گہرا جامنی ہائی نیک اور سفید پینٹ میں ملبوس وردہ ملک ازعان کے عین مقابل کھڑی

تھی۔

آنٹی؟''اس نے گردن اور نظریں دونوں اطراف میں گھمائی۔ازعان جو اس دیر سے آنے ''

پر خفا تھا۔

جا چکی ہیں۔''ازعان ناگواری سے بولا۔''

سوری یار آنکھ دیر کھلی۔''ازعان نے نظرانداز کیا۔''

:باسط؟''اس نے نام لیکر سارے سوال پوچھ لیے۔وردہ شرمندگی سے بولی ''

ابھی بھی سو رہا ہے۔''ازعان کے چہرے پر غصے کی ایک ہلکی جھلک نمایاں ہوئی۔''

غصہ کیوں ہو رہے ہو ازعان ایٹلیسٹ وہ مل تو چکا ہے آنٹی سے۔۔۔میں تو ملی بھی نہیں۔''''

اس نے دوستانہ لہجے میں کہا مگر اپنی ہی آخری بات پر شرمندہ ہو گئی۔

تو یہ تمہیں خیال کرنا چاہیے۔"ازعان نے قدم باہر کی جانب لیتے ہوئے طنزیہ لہجے میں" کہا۔اس کا چہرے پر سنجیدگی تھی۔وردہ نے اس کی پشت کو گھور کر دیکھا۔

تم مجھے طنز نہیں کر سکتے۔"اس ازعان کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔"

کر سکتا ہوں۔"وہ آنکھوں پر چشمہ لگانے لگا۔سورج طلوع ہو کر اپنی روشنی بکھیرنے لگا" تھا۔اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر وردہ کو دیکھا وہ بغیر کوئی جواب دیے بیٹھ گئی،اس کا ڈرائیور اسے چھوڑ کر واپس جا چکا تھا۔ازعان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔
اب ان کا رخ اسٹوڈیو کی جانب تھا۔گاڑی اسٹارٹ ہو کر دھیمی دھیمی چلتی ہوئی ائیرپورٹ سے نکلنے لگی۔

ΔΔΔΔΔ

صبح کے پانچ بج رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسٹوڈیو کے باہر دو گاڑیاں قطار میں کھڑی تھیں۔۔۔ایک سیاہ اور دوسری نیلی۔ دھوپ کی کرنیں بادلوں کی اوٹ سے نکل کر چھن چھن کرتی اسٹوڈیو کے اندر اتر رہی تھیں، اور میز پر رکھے رنگ برنگے اسٹونز پر پڑ کر ایک نرم چمک پیدا کر رہی تھیں۔

ازعان اپنی کرسی پر ٹیک لگائے مطمئن سا بیٹھا تھا، اس کے چہرے پر وہی اطمینان تھا جو کسی تخلیق کار کو اپنی محنت پر ہوتا ہے۔ منور حسن اس کے عین مقابل بیٹھے فائل کے صفحات پلٹ رہے تھے، ایک تجربہ کار بزنس مین، جن کی نگاہوں میں ہنر پہچاننے کی صلاحیت کے ساتھ لوگوں کو بے وقوف بھی بنانے کا ہنر موجود تھا۔

ان کی ستائشی نظریں دیکھ کر ازعان کے چہرے پر اطمینان کی ایک ہلکی سی لہر دوڑ گئیں۔

کچھ لمحوں بعد خاموشی ٹوٹی، اور منور حسن کی گہری مگر خوشگوار آواز فضا میں ابھری۔

"ماشاءاللہ سبحان اللہ۔۔۔ یہ بہت بہت اعلیٰ ہے۔۔۔ تم نے ایسی تخلیق کی ہے جو میں نے سوچی بھی نا تھی۔" ازعان جواباً مسکرایا۔ اسے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔ اس کا خود پر اعتماد ہمیشہ سے ایسا ہی رہا ہے اور یہی اعتماد، حوصلہ اس کی کامیابی کی وجہ بنتا گیا۔

آپ نے کہا تھا کہ آپ اپنی جیولری میں کچھ نیا دیکھنا چاہتے ہیں، میں نے بس وہی نیا پن" ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔۔۔ آپ کے نایاب پتھروں کے ساتھ اگر میرا وژن شامل ہو جائے، تو یقیناً کچھ ایسا بنے گا جو صرف پہنا نہیں جائے گا۔۔۔ محسوس کیا جائے گا۔"اس نے دونوں ہاتھ باہم ملاتے مطمئن اور مضبوط لہجے میں کہا۔ منور حسن نے اس کی جانب دیکھ کر فائل بند کی پھر نیچے رکھا بریف کیس اٹھایا۔ چند کاغذات نکال کر انہوں نے ازعان کے سامنے کیے۔

لیجیے معاہدے کے کاغذات۔"ازعان جواب ٹیک لگائے مطمئن انداز میں بیٹھا تھا وردہ کی" جانب دیکھ کر بولا۔

وردہ! چیک اِٹ۔"سر کو خم دیتی وردہ نے جیسے ہی کاغذات لیے منور حسن کے چہرے پر" ناگواری ابھر آئی۔

ارے یہ لڑکی کیوں دیکھ رہی ہے تم دیکھو۔۔۔ تم مالک ہو۔"لہجہ نرم مگر انداز طنزیہ تھا۔" صفحہ پلٹتے ہوئے وردہ کے ہاتھ تھم گئے۔ ازعان جو وردہ کی جانب دیکھ رہا تھا منور حسن کی بات پر نظریں عین مقابل ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

منور صاحب، معاہدے کے کاغذات میں ہمیشہ وردہ سے چیک کرواتا ہوں۔۔۔میں مالک" ضرور ہوں، مگر یہ طریقہ میرا اصول ہے،اور یہ عام لڑکی نہیں۔۔۔وہ ستون ہے، جس نے اس ایمپائر کو بنانے میں میرا ساتھ دیا ہے، بالکل ویسے ہی جیسے میری ماں نے میرے والد کا "ساتھ دیا تھا۔

کمرے میں لمحہ بھر کو خاموشی چھا گئی۔

منور حسن نے ہلکا سا ابرو اٹھایا، مگر ازعان کی پُراعتماد آواز اور لہجے کی گہرائی نے ان کے چہرے کی سختی ماند کر دی۔وردہ کی نظریں غیر ارادی طور پر ازعان کے چہرے پر ٹک گئیں۔دل کے کسی کونے میں ایک نرم سا احساس جاگا، جیسے کسی نے اُس کے وجود کو مان بخش دیا ہو۔اُس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری، مگر آنکھوں میں ایک چمک تھی۔۔۔فخر اور بے اختیار محبت کی۔

سب کچھ پرفیکٹ ہے ازعان۔"وردہ نے کاغذات میز پر رکھے ازعان نے قلم اٹھا کر اپنے" انداز میں دستخط کی اور کاغذات بند کرتے واپس وردہ کے ہاتھ میں تھمائے۔

چلواب میں اجازت چاہتا ہوں ان شاءاللہ پھر ملاقات ہو گی۔" وہ اٹھنے لگے تھے تبھی "
ازعان کی آواز نے انہیں رکنے پر مجبور کر دیا۔

ایک منٹ منور صاحب! اور ایک ضروری بات باقی ہے ابھی۔" منور حسن کا چہرہ سنجیدہ"
ہوا۔ وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ ازعان نے ہلکی سی گردن موڑ کر وردہ کی جانب دیکھا وردہ
نے سمجھتے ہوئے اپنے ہاتھ میں موجود فائل سے ایک صفحہ نکال کر ازعان کو تھمایا۔
ہمارا معاہدہ صرف یہی تک محدود نہیں تھا۔۔۔ پہلے والے کاغذات میں میری طرف سے"
کی گئی ذمہ داری درج ہے، اور اس معاہدے میں آپ کی طرف سے۔" منور حسن نے گلا تر
کیا۔ ازعان کے چہرے مسکراہٹ ابھری۔
کیسا معاہدہ ازعان؟" منور حسن نے مصنوعی حیرت سے ابرو اٹھائے۔"
ازعان نے نگاہیں اُن پر گاڑ کر اُن کے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔
آپ بھول گئے ہیں؟ یا بھول جانے کا فن بھی کاروبار کا حصہ ہے؟" منور حسن نے گلہ پھر تر"
کیا۔ وردہ کی مسکراہٹ نے ان کے اندر آگ بھڑکا دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہی طے ہوا تھا کہ جب آپ کی کلیکشنز روشنی میں آئیں گی، تو ان کے ساتھ میرا نام اور میری" تخلیق بھی اجاگر ہو گی۔" اس کا لہجہ نرم تھا مگر الفاظ میں ایک ٹھہراؤ، ایک یقین کی چمک تھی۔ وہ اب اِن کے جوابی ردعمل کا انتظار کر رہا تھا۔

منور حسن کے چہرے پر چند لمحوں کے لیے خاموشی طاری ہو گئی۔

پھر اُن کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری۔۔۔ وہ مسکراہٹ جو قبولیت اور ناگواری کے درمیان معلق تھی۔۔ انہوں نے فائل کے کنارے پر انگلیاں ہلکا ہلکا بجائیں، جیسے سوچ رہے ہوں کہ یہ لڑکا صرف ڈیزائن نہیں بناتا، بات کرنا بھی جانتا ہے۔

برخوردار! ہم تو بھول ہی گئے تھے۔۔۔ لاؤ یہ کاغذ دو، دستخط کر دیتے ہیں۔" منور حسن نے" مسکراتے ہوئے قلم اٹھایا اور صفحے پر اپنے دستخط ثبت کیے۔

ازعان خاموشی سے ہلکی سی مطمئن مسکراہٹ کے ساتھ اُنہیں دیکھتا رہا، کچھ لمحوں بعد منور حسن نے فائل بند کی اور دستخط شدہ کاغذ واپس اُس کی طرف بڑھا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب آپ کی باری، دلاور صاحب۔"ازعان نے بھی اس کاغذ پر دستخط کر کے وردہ کو تھمادیے۔

ویسے مجھے امید ہے تم مجھ پر بھروسہ کرتے ہو اور آگے بھی کروگے؟"منور حسن کرسی سے اٹھنے لگے ان کا لہجہ نرم تھا۔ازعان کوٹ کے بٹن درست کرتے ہوئے ان کی جانب متوجہ ہوا۔

نہیں منور صاحب، میں صرف ان پر اعتماد کرتا ہوں جن کی آنکھوں میں اللہ کا خوف ہوتا ہے۔"منور حسن کا چہرہ اس ایک جواب پر زرد پڑ گیا۔وہ خاموش رہے جب ازعان نے اپنی بات مزید آگے بڑھائی۔

آپ سوچ رہے ہونگے میں ایسا کیوں کہہ رہا ہوں؟ تو آپ کو ایک بات بتاتا چلوں کہ جب پہلی ملاقات آپ سے ہوئی تھی تب میں نے آپ کے بارے میں ریسرچ کروایا تھا۔جو میرے کام کے لیے میں ضروری سمجھتا ہوں اور اسے آپ میرا دوسرا اصول سمجھ لیں۔"

ازعان کا لہجہ نرم مگر انداز ایک دم الگ اور پروفیشنل تھا چند لمحوں کے لیے منور حسن کی آنکھوں میں خوف در آیا۔ازعان مزید آگے بولا۔

"ریسرچ میں معلوم ہوا کہ آپ نے آج سے تین سال پہلے بھوپال کے ایک عام جیولر کے ساتھ فراڈ کیا تھا۔ فراڈ یہ تھا کہ آپ نے اُس وقت اپنی کلیکشنز اسے بیچی تھیں، جب اُس نے پوری رقم ادا کی تو آپ نے اصلی رقم کو نقلی نوٹوں سے بدل کر اُس پر جھوٹا کیس درج کروا دیا۔ وہ بے چارہ بنا کسی جرم کے حوالات میں بند ہو گیا۔ نہ اُس کے پاس کوئی ثبوت تھا، نہ کوئی گواہ۔ پھر اس واقعے نے اس کا باقی بچا کھچا نام بھی مٹا دیا۔"

منور حسن کی پیشانی پر پسینے کے چند قطرے چمکنے لگے۔ ازعان نے مسکراہٹ لیے میز پر رکھا ٹشو باکس اُن کی طرف بڑھایا۔ منور حسن مزید حیران ہوئے۔

"وہ میرا ماضی تھا۔۔۔اُس وقت میں لالچ میں اندھا تھا۔ مگر اب میرا نام ہے، پہچان ہے۔ میں ایسی حرکت کر کے اپنی عزت داؤ پر نہیں لگاؤں گا۔" ٹشو سے پسینہ صاف کرتے ہوئے وہ مدھم لہجے میں بولے۔

"ایسا کچھ ہونا بھی نہیں چاہیے، کیونکہ میرے راستے میں فریب کرنے والوں کو قیمت چکانی پڑتی ہے۔" ازعان کی آواز میں اعتماد اور وارننگ کا امتزاج تھا۔ منور حسن نے چند لمحے اُس کے چہرے کو دیکھا۔ انداز، لہجہ، اور آنکھوں کی چمک۔۔۔سب میں ایک مضبوط یقین تھا۔

وہ خاموشی سے بریف کیس اٹھا کر دھیمے قدموں سے کیبن سے نکل گئے۔اُسی لمحے اسٹوڈیو کے دروازے سے ایک اور شخص داخل ہوا اور سیدھا کیبن کی طرف آگیا۔

انہیں لگا تھا کہ تمہیں بھی بیوقوف بنالیں گے۔۔۔ مگر انہیں اندازہ بھی نہیں کے تم کون ہو؟" وردہ نے میز پر رکھا کاغذ اٹھایا پھر اسے ایک سرخ رنگ کی فائل میں رکھ دیا۔ازعان نے جواباً مسکان بھری۔

بائی داوے تھینکیو۔" وردہ نے اچانک کہا تو ازعان نے پیشانی پر ہلکا سا بل ڈالا۔اور سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

" کس لیے؟"

حسن صاحب کے سامنے مجھے ڈفینڈ کرنے کے لیے، یہ بتانے کے لیے کہ میں تمہارے نزدیک خاص ہوں۔" ازعان نظریں جھکائے ہلکا سا سر ہلایا۔

نئی بات تو نہیں ہے۔"۔وہ سادہ لہجے میں بولا۔ "

نئی بات ہی ہے کیونکہ تم نے ایسا کبھی نہیں کیا اور نہ ہی کبھی میری تعریف کی ہے۔" "

ازعان نے چہرہ اٹھا کر وردہ کی جانب دیکھا جو اب فائل میز پر رکھ کر اپنے بالوں کو باندھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں نے کبھی تمہاری تعریف نہیں کی؟"ازعان کے سوال پر وردہ نے نفی میں گردن ہلائی۔

تم بہت خوبصورت ہو وردہ۔"اس نے دوٹوک انداز میں کہا۔وردہ کے ہاتھ بال باندھتے ہوئے تھم گئے۔اس نے آنکھیں سکیڑ کر ازعان کی جانب دیکھا۔

اسی لمحے کیبن کا دروازہ کھلا وہ شخص اندر آیا مگر ماحول دیکھ کر اس نے خاموشی اختیار کی۔

میں خوبصورت ہوں، مجھے پتا ہے۔میں کام کے معاملے میں تعریف کی بات کر رہی تھی۔"ازعان نے ہونٹوں کو گول کر کے 'اوہ' کہا پھر مسکراتے ہوئے بولا۔

ویسے تو کام کے معاملے میں تمہاری جتنی تعریف کروں کم ہے۔۔۔پھر بھی دو بول عرض کرتا ہوں۔"وہ کرسی سے تھوڑا آگے ہوا، انگلیوں کو باہم جوڑے اور وردہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

تمہارے اندر کام کرنے کا ایک الگ انداز، ایک نرمی اور سلیقہ ہے۔ہر بار محسوس ہوتا ہے جیسے تم نے یہ سب مجھ سے نہیں، اپنے جذبے سے سیکھا ہے، تمہاری سوچ اور ہر قدم پر تمہارا ایکٹو رہنا مجھے ہمیشہ متاثر کرتا ہے۔"ازعان کی باتوں پر وردہ کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ لمحہ جیسے ہوا میں معلق ہو گیا ہو۔۔۔نرمی، مان اور خاموش فخر سے

بھرا ہوا۔اسی دوران، دروازے کے قریب کھڑا باسط خاموشی سے یہ منظر دیکھتا رہا۔اس کی نظریں وردہ کے چہرے پر چند لمحے کے لیے ٹھہریں، جیسے وہ پہلی بار اس کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

ازعان کی آواز نے خاموشی توڑی۔

"تمہیں اگر لگتا ہے کہ تم میں ہنر ہے تو اُسے دنیا کے سامنے لاؤ۔۔۔کیونکہ یہ تمہاری فطرت میں ہے، جیسے خود ہنر نے تمہیں چُنا ہو۔" وردہ نے نظریں جھکا لیں، مگر اُس کے چہرے کی نرمی میں محبت کی ایک اَن کہی لہر چھپ نہ سکی۔اور باسط۔۔۔وہ اُسی لمحے یہ سمجھ گیا کہ یہ کہانی صرف کام کی نہیں رہی۔

لمحے بھر کو خاموشی برقرار رہی، جسے باسط نے توڑا۔

چہرے پر وہی مخصوص شرارتی مسکراہٹ، آنکھوں میں ہلکی چمک لیے وہ قدم بڑھاتا وردہ کے قریب آیا۔ازعان نے اسے دیکھ کر ناگواری ظاہر کی، مگر باسط بے نیازی سے کرسی کھینچ کر وردہ کے برابر بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باسط! تم کب آئے؟"وردہ جوازعان کی باتوں میں کھوئی ہوئی تھی، کرسی کی آواز پر چونکی۔"

تبھی جب تعریفوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔"باسط نے ہنسی دبا کر جواب دیا۔"

اس کی بات پر وردہ کے چہرے کے تاثرات فوراً بدلے۔ وہی ازعان نے ہلکی سی نظروں سے باسط کو گھورا۔

ہم کام کے سلسلے میں بات کر رہے تھے۔ فضول تبصرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔" "

ازعان نے باسط کے شرارت بھرے انداز کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

باسط نے ہنسی ضبط کی، مگر چہرے پر وہی شرارت برقرار رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبصرہ؟ارے میں تو بس سچ سن رہا تھا۔۔۔اور ماننا پڑے گا مسٹر دلاور، آپ تو تعریف بھی" پوری شان سے کرتے ہیں۔ کیوں وردہ؟"وہ ہنستے ہوئے بولا۔اور آخر میں وردہ کی جانب دیکھا۔وردہ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھری اس نے نظریں جھکا دی۔

ہم واقع ہی کام کے سلسلے میں بات کر رہے تھے۔"ازعان نے سادہ مگر نرم لہجے میں کہا۔ "

باسط نے ابرو اٹھائے ہوئے مقابل شخص اور وردہ کو دیکھا۔

تمہارا تعریفوں کا کام بھی ہے؟"اس نے آنکھیں سکیڑ کر کہتے ہوئے لب بھینچ لیے۔اس" کی بات پر وردہ کا قہقہہ گونجا۔ازعان جو پہلے ہی اس کے ائرپورٹ نہ آنے پر غصہ تھا گہرا سانس لیکر رہ گیا۔

باسط اسے غصہ مت دلاؤ وہ پہلے ہی تم سے ناراض ہے۔"وردہ نے ہنسی دباتے ہوئے کہا،" مگر لہجے میں شرارت چھپی تھی۔باسط نے ازعان کی جانب دیکھ چہرے پر چھائی ناگواری محسوس کی۔مذاق سلسلہ وہی ختم ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مجھ سے کیسی ناراضگی بھئی؟"باسط جواب ازعان کی جانب ہاتھ پھیلائے جارہا تھا لمحے میں" تھم گیا۔

ائرپورٹ کیوں نہیں آئے؟"اس کے سوال پر اس نے ابرو اٹھائی۔"

میں سو رہا تھا۔"باسط نے بے نیازی سو جواب دیا۔ "

سو رہے تھے یا اِوا کے ساتھ تھے۔"ازعان بھی بے نیاز انداز میں بولا۔باسط اور وردہ دونوں" حیران ہوئے۔

تم اِوا کے ساتھ تھے باسط، پھر تم نے جھوٹ کیوں کہا؟" باسط وردہ کو دیکھ کر منہ بسورنے "
لگا۔

ہاں اسی کے ساتھ تھا۔۔۔ لیکن میں اسے منانے گیا تھا یار اب تمہارے ساتھ پاکستان جارہا"
ہوں وہ یہاں اکیلی ہے تو بیچاری۔۔۔

بیچاری؟" ازعان نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔ البتہ وردہ دوبارہ حیران ہوئی۔ "

ایک منٹ، تم بھی پاکستان جارہے ہو؟ تم دونوں جارہے ہو اور تم میں سے کسی نے مجھے بتایا "
نہیں؟" اس کے لہجے میں برہمی واضح تھی۔ ازعان نے کرسی پر رکھا اپنا لمبا کوٹ پہنا۔

سوری وردہ! لیکن جب تک منور حسن سے ڈیل کا معاہدہ پورا نہیں ہوتا ہم دونوں میں کسی "
کو تو رکنا تھا۔۔۔ اور میرا جانا ضروری ہے۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔ وردہ اس کی بات کچھ
ناراض ہوئی۔

ویسے پندرہ تاریخ کو ڈیل کا یہ معاہدہ بھی پورا ہو جائے گا پھر تم بھی پاکستان آجاؤ گی۔" وردہ "
کا جھکا ہوا مایوس چہرا دیکھ کر اس نے اگلی بات کہی۔ وردہ نے سر ہلایا جیسے اس نے تسلیم کر لیا
ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب میں نکلتا ہوں۔ باسط فلائٹ کی ٹائمنگ سوا آٹھ بجے کی ہے، تیار رہنا اور ٹائم سے پہنچ جانا" میں اب سیدھا ائرپورٹ پر ملاونگا۔" باسط نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہی وردہ گہری سانس لیکر کچھ برہمی انداز میں کیبن سے باہر نکل گئی۔ وہ دونوں اس کی پشت کر دیکھتے رہ گئے۔

شی اِز اَپ سیٹ۔" باسط نے دھیمے لہجے میں کہا۔"

اٹس اوکے کچھ دیر میں نارمل ہو جائے گی۔" ازعان کہتا ہوا دروازے کی جانب بڑھا باسط" بھی اس کے ساتھ کیبن سے باہر نکل آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ΔΔΔΔΔ

ائرپورٹ کا منظر:

لندن ایئرپورٹ کے شیشوں پر سردی کی ہلکی سی دھند جمی ہوئی تھی، جس کے پار ابھرتی صبح کی مدھم روشنی آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی۔ فضا میں ٹھنڈک گھلی ہوئی تھی، اور دور کہیں رن وے پر چلتی گاڑیوں کی نرم سرسراہٹ اس خاموشی کو توڑ رہی تھی۔ گاڑی کا دروازہ کھلا اور ازعان دلاور نے سیاہ بوٹ میں مقید پیر زمین پر رکھے۔

سیاہ ٹرٹل نیک کے اوپر بھاری جیکٹ، کالر پر سیاہ فر کی تہہ، اور ہاتھ میں چمڑے کا ہینڈ کیری بیگ۔اُس کے قدموں میں ایک ناپ تولی ہوئی شاہانہ روانی تھی۔۔۔ جیسے زمین خود اُس کے استقبال میں ہموار ہو جاتی ہو۔

وہ گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے لمحہ بھر کو رکا، گہری سانس بھری، اور نگاہیں سامنے موجود ایئرپورٹ کی عمارت پر جما دیں۔اُس کے لبوں پر ہلکی سی اطمینان بھری مسکراہٹ تھی ۔۔۔وہی مسکراہٹ جو خود اعتمادی سے زیادہ سکون اور یقین ظاہر کرتی تھی۔

دستانے پہنے ہاتھ سے بیگ سنبھالتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ہر قدم میں ایک وقار، اعتماد اور نرمی تھی، جیسے وقت بھی اُس کے انداز سے متاثر ہو کر تھم سا گیا ہو۔

چند قدم آگے ہی باسط کھڑا تھا، موبائل پر کسی کو کچھ کہتے ہوئے۔اُس نے جب ازعان کو اپنی طرف آتا دیکھا تو مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ ہلایا۔

باسط کے حلیے میں ایک بے فکری اور اسٹائل کا منفرد امتزاج تھا۔۔۔ کریم رنگ کی جیکٹ، نیچے سیاہ ٹرٹل نیک سوئٹر، اور میچ کرتی پینٹ۔کلائی پر چمکتی گھڑی، انگلی میں چاندی کی رنگ، اور ہاتھ میں گرم کافی کا کپ اور موبائل۔سرد موسم اور فضا میں پڑتی دھند سے لطف اٹھاتا وہ عام نہیں، بلکہ لاپرواہ انداز میں پُراعتماد دکھائی دے رہا تھا۔

"""واہ بھئی! لگتا ہے لندن کی سردی بھی تمہیں ہرا نہیں پائی۔۔۔وہی اسٹائل، وہی شان!"

فون جیب میں رکھتے ہوئے وہ قدم آگے بڑھا۔

ازعان نے قریب آکر دستانے اتارے، ایک ہلکی سی نظر باسط پر ڈالی۔

"یہ شان نہیں، عادت ہے۔۔۔اور عادتیں بدلتی نہیں، وقت کے ساتھ نکھرتی ہیں۔ "

باسط نے زور سے قہقہہ لگایا۔

"یار تم کبھی کبھی انسان کم اور کوئی مووی سین زیادہ لگتے ہو۔ ذرا عام بندوں کی طرح بھی تو

بول لیا کرع۔"ازعان بیگ ٹرالی پر رکھتے ہوئے رُک گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عام بندے؟ باسط، یہ لفظ میرے ساتھ نہیں جچتا۔"وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا، قدموں

میں وہی شاہانہ اعتماد، جیسے رن وے خود اس کی راہ بنا رہا ہو۔

باسط نے سر ہلایا، پھر زیرِ لب مسکراتے ہوئے بولا:

"اللہ بچائے اس رعب والے بندے سے۔۔۔ مگر ماننا پڑے گا، بندہ جتنا غرور رکھتا ہے، اُتنا

ہی حقیقت میں خاص بھی ہے۔ "

وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ایئرپورٹ کے اندر داخل ہو گئے۔ سامنے اعلانات کی آواز گونج رہی تھی،

“Passengers for flight PK-202 to Lahore, please proceed to boarding gate...”

ΔΔΔΔΔ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پاکستان، لاہور:

قصرِ دلاور:

گھر کے ماحول میں ایک خاص سی ہلچل تھی۔ ہر طرف صفائی ستھرائی اور تیاریوں کا شور تھا۔ حویلی کے مرکزی دروازے سے اندر آئیں تو دو ملازم پورچ اور باغیچے کی صفائی میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔ داخلی ہال میں دیگر ملازم قالین جھاڑ رہے تھے۔ کچن میں ملازمہ

کلثوم دوپہر کے کھانے کی تیاریاں کر رہی تھی۔ جس کی عمدہ خوشبو سارے گھر مین پھیل رہی تھی۔

مشینوں کی گڑگڑاہٹ اور ملازموں کی پھرتی سے لگتا تھا جیسے کسی خاص مہمان کے استقبال کی تیاری ہو۔

عقبی حصے کی طرف بنے چھوٹے سے ہٹ میں ملیحہ ایک شال لپیٹے بینچ پر کتاب لیے بیٹھی تھی۔ سانس کے ساتھ اٹھتی بھاپ، اور فضا میں موجود خنکی۔۔۔ سب نے ایک پر سکون منظر بنا رکھا تھا۔

چند قدم کے فاصلے پر عمر صاحب اور خان چچا کام کے حوالے سے گفتگو میں مصروف تھے۔

ان کی بات ختم ہوئی تو عمر صاحب نے ملیحہ کو پکارا۔

"!ملیحہ بیٹی"

"!وہ چونکی، اس نے کتاب بند کرتے مسکرا کر کہا، "جی انکل

عمر صاحب نے ذرا سنجیدہ مگر نرمی بھرے لہجے میں کہا،

کل رات جب میں اپنے کمرے میں گیا تو میرے فون پر ایک کال آئی تھی۔ تم نے وہ ریسیو "
کی تھی نا؟"

وہ سوچنے لگی پھر بولی:

"جی انکل، ای ڈی نام لکھا ہوا تھا، سوری میں آپ کو بتانا بھول گئی۔"

عمر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا،

"کوئی بات نہیں، وہ دراصل میرے بیٹے کی کال تھی۔"

ملیحہ کے چہرے پر حیرت چھا گئی۔ اس کے ذہن میں اچانک گذشتہ رات کا وہ لمحہ زندہ ہو اٹھا۔۔۔ فون کی اسکرین پر جگمگاتا نام، مقابل کی خاموشی، اپنا لہجہ سب کچھ۔

" سوری انکل، مجھے اندازہ نہیں ہوا، مقابل کچھ نہیں بول رہا تھا اس لیے میں سمجھی۔۔۔"

کوئی اور ہے؟" عمر صاحب نے ہلکے سے مسکراتے اس کی بات مکمل کی۔"

کوئی بات نہیں بیٹی، غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں۔ اگلی بار جب بھی میرے فون پر ای ڈی لکھا"
" نظر آئے، تو سمجھ جانا وہ میرا بیٹا ہے۔

ملیحہ نے دھیرے سے سر ہلایا۔ مگر دل کے کسی کونے میں شرمندگی اتر آئی تھی۔

عمر صاحب نے گہرا سانس لیا، پھر خان چچا کی طرف دیکھ کر بولے،

خان میں نے معلوم کروایا ہے نبیلہ کی فلائٹ چھ بجے لینڈ کریگی۔۔۔ ہمیں وقت پر پہنچ" اسے پک کرنا ہے۔" خان چچا نے سر ہلایا۔

اور ازعان کی فلائٹ کب لینڈ کریگی؟" خان چچا نرم لہجے میں سوال کیا۔"

وہ رات کو پہنچے گا لیکن اس کی فکر مجھے نہیں۔۔۔اس نے نبیلہ کے ذریعے کہلوایا تھا کہ وہ ائر" پورٹ پہنچ کر ڈرائیور کو فون کر دیگا۔" عمر صاحب بھی سادگی سے جواباً ہوئے۔

اس دوران ملیحہ ان کی باتوں سے انجان اسی سوچ میں گم تھی کہ وہ شخص اس کے بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا۔

ملیحہ بیٹی!" عمر صاحب اب دوبارہ اس سے مخاطب ہوئے۔ ملیحہ سوچوں کے گرداب سے" باہر نکل آئی۔

" جی انکل! "

بیٹا کیا تم ایک کام کرو گی؟" نرم لہجے میں گزارش تھی۔"

بلکل۔۔ کہیئے انکل کیا کام ہے؟" وہ کتاب ایک طرف رکھتی سیدھی بیٹھ گئی۔ "

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کام یہ ہے تمہاری آنٹی بہت صفائی پسند ہے۔ تم لڑکی ہو اس بات کو خاص طور پر" سمجھو گی۔۔۔ بیٹا گھر کی صفائی تو ہو رہی ہے آج تم سپر وائزر بن کر سارے کام دیکھ لینا۔"عمر صاحب دھیمے لہجے میں بولے۔ ملیحہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

فکر نہ کریں انکل میں سب دیکھ لو نگی۔۔۔ بلکہ رات کے کھانے کا انتظام میں اور کلثوم باجی" مل کر کر لیں گے۔"اس نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ عمر صاحب خوش ہوئے۔

فضا میں ایک بار پھر خاموشی چھائی۔ لمحے بعد عمر صاحب اور خان چچا اپنی وہی دین و دنیا کی باتوں میں مصروف ہوئے البتہ ملیحہ اٹھ کر کچن کی جانب بڑھنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ΔΔΔΔΔ

رشعار کو تیور:

شام کے چار بج رہے تھے۔اسٹوڈیو میں افراتفری تھی۔گاہکوں کی بھیڑ،اور اوپر منزل پر ہال میں نئے کلیکشنز کی تیاریاں زوروں شوروں سے ہو رہی تھی۔یہ نئے کلیکشنز سردی کے موسم کی نرمی اور شان کے عکاس تھے۔

دوسری طرف کیبن کا منظر دیکھیں تو ایک لڑکی لمبی میز کے قریب کھڑی،ہاتھ میں قینچی لیے کپڑے پر چلا رہی تھی۔وہ اپنے آنے والے فیشن شو کے لیے منفرد لباس تیار کر رہی تھی،جو اسے دنیا میں نمایاں کرنا تھا۔میز پر ایک جانب اس کا آئی پیڈ رکھا تھا جس میں وہی کپڑے کا خاکہ بنا تھا۔

وہ مکمل طور پر اپنے کام میں مگن تھی کہ لمحے بعد اس کے فون کی گھنٹی بجی۔اس نے بنا دیکھے نظر انداز کیا۔فون کی روشنی بند ہوئی۔لمحے بعد پھر فون جگمگا اٹھا اس نے گردن موڑ کر اسکرین پر لکھا نام پڑھا اور پھر نظر انداز کیا اور زیرِ لب بڑبڑائی۔

"ابھی وقت نہیں ہے۔"اس نے زیرِ لب کہا۔فون بج کر بند ہوا اور لمحے بعد پھر آواز ابھری۔فون کی مسلسل گھنٹیوں نے جیسے اس کے دل میں انجانا خدشہ جاگا دیا۔انگلیاں کپڑے پر چلتی رہیں مگر ذہن کہیں اور اٹک گیا۔اس نے قینچی میز پر رکھی اور فون اٹھالیا۔

ہیلو۔"دوسری جانب سے وجدان صاحب کی آواز ابھری۔"

جی بابا سب خیریت تو ہے؟"اس نے بے چین دل سے پوچھا البتہ لہجہ سادہ تھا۔"

ماہی گھر آؤ۔۔۔یہاں کچھ ضروری کام ہے۔"وجدان صاحب لہجہ نرم رکھتے ہوئے بولے۔"

بابا کیا بات ہے؟کیا کام ہے؟آپ نے جانتے ہوئے بھی کام کے وقت کال کی "

" ہے۔۔۔کچھ ہوا ہے کیا گھر؟ماما کہاں ہے انہیں کچھ۔۔؟

اس کے سوالوں کو سنتے ہوئے وجدان صاحب نے اسے بیچ میں ہی روکا۔

ماہی بیٹا سب کی طبیعت ٹھیک ہے،تمہاری امی کی بھی۔۔۔بس تم گھر آؤ،یہاں آفیسر آئے"

"ہیں رشنا کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بات کرنے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے چہرے کا رنگ اڑا تھا،اس کی نظریں بے ساختہ سامنے دیوار پر لگی اپنی بہن کی تصویر پر جا ٹھہری۔

سب کچھ خاموش اور ساکت ہو گیا،اس کی سماعتوں میں وجدان صاحب کی آواز گونجنے لگی، مگر اس گونج کے پیچھے ایک اور صدا تھی۔۔۔جو کیبن کی خاموشی میں بھی اپنا وجود منوا رہی تھی۔۔۔وقت کی۔

وقت کی رفتار برق سی ہے،

مگر ماضی ایک گہرا سایہ ہے۔

ΔΔΔΔΔ

لاہور کی شام دھند میں لپٹی ہوئی تھی۔ائر پورٹ کے رن وے پر لائٹس جگمگا رہی تھی فضاؤں میں سرد ہوا کا شور اور لوگوں کے قدموں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

مسافروں کے ہجوم میں،ایک باوقار عورت آہستہ آہستہ چلتی دکھائی دی۔سیاہ کوٹ میں لپٹی، چہرے پر وقار اور آنکھوں میں تھکن کی جھلک۔

نبیلہ بیگم۔

وہ چلتی ہوئی ائرپورٹ کے باہر آگئی۔ سرد ہوا کا جھونکا اور دھند میں چھپا ایک چہرہ۔وہ مسکرائی ان کے عین سامنے عمر صاحب کھڑے تھے۔ڈرائیور آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ سے سامان لینے لگا۔وہ مسکراتی نظروں اور لبوں کے ساتھ عمر صاحب کے قریب آئی۔

السلام علیکم!" نبیلہ بیگم مقابل کھڑی ہوتے بولی۔"

وعلیکم السلام!" عمر صاحب نے نرم لہجے میں جواب دیا۔ان کے چہرے پر خوشی صاف" نمایاں ہورہی تھی۔

کیسی طبیعت آپ کی؟" وہ نرمی پوچھنے لگی۔"

بہتر تھی اب بہترین ہوگئی ہے۔" عمر صاحب نے مسکرا کر جواب دیا۔نبیلہ بیگم بھی" مسکراتے ہوئے انہیں دیکھتی رہی۔

دونوں سال بعد محبت کے یہ لمحوں میں مقید ہوگئے۔

- قصرِ دلاور •

گاڑی اب ائیر پورٹ سے نکل کر قصرِ دلاور کے گیٹ پر رکی، چوکیدار نے دروازہ کھولا گاڑی اندر داخل ہوئی۔ دھیمی رفتار پر گاڑی راہداری سے گزر کر داخلی دروازے کے سامنے آ رکی۔ نبیلہ بیگم گاڑی اترتے ہوئے شام کی نرم اور ٹھنڈی ہوا کا لطف لینے لگی۔ ان کے کوٹ پر جمی دھند کی نمی نرم روشنی میں جھلک رہی تھی۔ عمر صاحب گھوم کر ان کی طرف آئے۔

سب کچھ پہلے جیسا ہے۔" عمر صاحب نے گردن موڑا نہیں مسکراتے ہوئے دیکھا۔" آپ کی محبت کا اثر ہے بیگم جو یہ اونچی حویلی آج بھی اتنی شان سے کھڑی ہے۔" عمر" صاحب کی بات پر نبیلہ بیگم نے مسکراتی نظروں سے حویلی کی ہر حصے کو دیکھا۔ وہ ارد گرد نظریں دواڑنے لگی کہ اسی لمحے انہیں ہال سے باہر آتے ہوئے ایک لڑکی دکھائی دی۔ کاہے گرین رنگ کے لباس میں اور سکین سلیپرز پہنے وہ سادگی سے چلتی ہوئی ان کے قریب آ رہی تھی۔ نبیلہ بیگم نے ایک لمحہ رک کر اسے سنجیدگی سے دیکھا پھر گزشتہ رات ازعان سے ہوئی بات یاد آنے پر ان کی مسکراہٹ پھیکی پڑنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"السلام علیکم آنٹی!" نبیلہ بیگم نے جواب نہیں دیا وہ ملیحہ کا بغور جائزہ لینے لگی۔ملیحہ کی سانس کچھ دیر اٹک سی گئی۔اس نے ایک نظر عمر صاحب کو دیکھا پھر دوبارہ نظریں نبیلہ بیگم کی طرف کی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ عمر نے تمہاری بہت تعریف کی ہے،اور ماشاءاللہ تم واقع بہت خوب صورت ہو،اب دیکھنا یہ ہے کہ عمر نے جو باقی باتیں تمہارے بارے میں کی ہے،میرے آنے کے بعد تم اس پر پورا اترتی ہو یا نہیں؟"ان کے الفاظ پر ملیحہ نظریں جھکا کر عمر صاحب کی طرف دیکھنے لگی۔

Clubb of Quality Content!

"شکریہ آنٹی۔۔۔انشاءاللہ میں کبھی شکایت کا موقع نہیں دونگی۔۔۔آیئے آپ کے محل میں آپ کو خوش آمدید۔"نرم انداز اور نرم لہجہ۔وہ نبیلہ بیگم کو راستہ دیتی ہوئی بولی البتہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

شکایت کا موقع تو تم نے دے دیا ہے، پہلی غلطی تم کر چکی ہو اور وہ بھی پہلے ہی دن۔"ان کی" بات پر ملیحہ چونکی اس کی مسکراہٹ سمٹی، دماغ کی نسیں تیزی سے کام کرتے ہوئے یاد کرنے لگی کہ اس کہاں غلطی کی ہے؟ وہی دوسری طرف عمر صاحب بھی حیران ہوئے۔

کیسی غلطی نبیلہ ؟"سوال عمر صاحب کی جانب سے آیا۔"

اندر چلتے ہیں، اس بارے میں بعد میں بات ہو گی، اور استقبال کے لیے شکریہ۔"نبیلہ بیگم " نے عمر صاحب کی طرف دیکھ کر کہا البتہ ملیحہ کو بغیر دیکھے وہ اندر جانے لگی۔ عمر صاحب نے ایک نظر ملیحہ کو ٹھہر کر دیکھا پھر سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے:

گھبراؤ مت بیٹی، اگر غلطی ہوئی اور تمہیں اندازہ نہیں ہوا تو کوئی بات نہیں، انسان ہے" غلطیاں ہو جاتی ہے۔۔۔ تمہاری آنٹی بہت نرم دل کی مالک ہے۔۔۔ وہ ناراض نہیں ہوتی۔"وہ کہہ کر اندر چلے گئے۔ پیچھے ملیحہ بھاری دل کے ساتھ کھڑی رہ گئی۔ ذہن میں آوازیں گونجنے لگیں میں نے کیا کر دیا؟ پہلے دن ہی۔۔۔

نادر کلب
Clubb of Quality Content

ΔΔΔΔΔ

کمرے میں اس وقت گہری خاموشی تھی مہناز پلنگ کنارے بلکل وسط میں بیٹھی کسی گہری سوچ میں محو تھی۔ چہرے پر پریشانی کے آثار، دونوں ہاتھوں کو باہم جوڑ کر اپنے لبوں سے لگائے بیٹھی تھی۔ اس کے ذہن میں کچھ دیر پہلے ہوئی پولیس آفیسر کامران ریاض کی باتیں گردش کر رہی تھی جو اس کے وہم و گماں بھی نہیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کچھ دیر پہلے:

اسٹوڈیو سے گھر تک کا سفر اس کے لیے بہت مشکل رہا۔ سارے راستے وہ بس یہی سوچتی رہی کہ آخر کیا ہوا ہو گا؟ جو پولیس اس کے گھر آئی ہے وہ بھی ایک سال بعد۔

مرکزی دروازہ کھلا تو اس نے آہستہ اسٹیر نگ موڑ کر گاڑی کو پورچ کی طرف لے آئی پھر باہر نکل کر وہ تیز رفتار میں بنگلے کے اندر چلی آئی۔

ہال خاموش اور خالی تھا۔ایک ملازم کچن سے نکل کر اسٹڈی روم کی جانب جا رہا تھا۔مہناز نے یہ سوچ کر کہ شاید وجدان صاحب اور آفیسر اسٹڈی روم میں ہونگے،وہ بھی اسی طرف چل دی۔وہ اسٹڈی روم کے باہر تک پہنچی ہی تھی جب ملازم کمرے سے باہر نکلا اور وجدان صاحب کی آواز گونجی۔

دیکھئے آفیسر میری بیٹی کو آجانے دیں اس کے بعد ہی بات ہو گی،ورنہ آپ ابھی چلے جائیں" بعد میں آجائیگا۔" وجدان صاحب نے یہ بات تیسری بار دہرائی تھی۔آفیسر کے لہجے میں عجلت صاف محسوس ہو رہی تھی۔وہ بات جلد ختم کرنا چاہتا تھا۔

ہیلو آفیسر!"اس نے کمرے میں قدم رکھا تو دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔"

ہیلو مس مہناز!"آفیسر نے مہناز کو دیکھتے ہوئے کہا۔مہناز نے سر ہلاتے اسے بات شروع" کرنے کی اجازت دی۔

Clubb of Quality Content

مجھے دراصل آپ کی بیٹی رشنا کے کیس کے سلسلے میں بات کرنی ہے۔۔۔ایک سال پہلے "

ہوئے ایکسیڈنٹ کے بارے میں۔" آفیسر، وجدان صاحب کی جانب متوجہ تھا۔ رشنا کے

ایک سال پہلے ہوئے ایکسیڈنٹ کا سن کر مقابل بیٹھے دونوں وجود اپنی جگہ جم گئے۔

کیا بات ہے؟" مہناز نے پوچھا۔اس کا لہجہ مضبوط تھا لیکن دل کہی اندر سے بھاری ہونے "

لگا۔

دیکھیے شاہ صاحب! "میں یہاں کے تھانے میں بطور نئے آفیسر تعینات ہوا ہوں۔ دراصل "

مجھے خصوصی طور پر بھیجا گیا ہے، کیونکہ اس سال کے چند معاملات ایسے ہیں جن پر نظرِ ثانی کا

"حکم صادر ہوا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہ کہتے ہوئے آفیسر نے ہلکی سی گہری سانس لی پھر بولا:

ان تمام کیسز میں آپ کی بیٹی کا بھی کیس شامل ہے۔" آفیسر نے بات مکمل کرنے سے "

پہلے ایک لمحے کا توقف کیا۔

جس پر میں نے از سرِ نو نظرِ ثانی کی۔۔۔اور وہاں مجھے کچھ غیر معمولی محسوس ہوا۔" یہ سنتے "

ہی وجدان صاحب کے چہرے سے رنگ یوں اترنے لگا جیسے لمحوں میں سارا خون نچڑ گیا ہو،

جبکہ مہناز کے لبوں پر ایک انجانی لرزش اتر آئی۔

کیا؟" یہ محض ایک لفظ نہیں تھا، بلکہ ایک سوال، ایک خدشہ، اور ایک اندیشہ تھا۔ وجدان" صاحب کی نظریں آفیسر کے چہرے پر جم گئیں، وہ اب جواب کے منتظر تھے۔۔۔ اور شاید اس کے لیے تیار بھی نہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ آپ کی بیٹی کے کیس میں کوئی گڑ بڑ ہوئی ہے یا یوں کہوں کہ کی گئی" ہے۔۔۔ اور جن کیسز میں ایسی نوعیت ہوتی ہے وہ عام حادثات نہیں ہوتے۔۔۔ وہ اکثر قتل جیسے جرائم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔" قتل کا لفظ سنتے ہی وجدان صاحب کی کمر یکدم سیدھی ہو گئی، جیسے کسی نے ان کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد سلاخ اتار دی ہو۔

آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟" مہناز نے آفیسر کی طرف دیکھتے ہوئے مضبوط مگر کانپتے ہوئے" لہجے میں کہا، " صاف اور واضح الفاظ میں بات کیجیے۔"

بات اب صاف الفاظوں میں کہوں گا۔۔۔۔ آفیسر لمحے بھر رکا۔"

شاہ صاحب آپ کی بیٹی کا قتل کیا گیا تھا۔" آفیسر نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ وجدان صاحب " کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔ سانس لمحہ بھر کے لیے رک گیا، ہاتھ کی گرفت کرسی کے بازو پر سخت ہو گئی، اور ہونٹ ہلکے سے کھل گئے، مگر لفظ حلق میں اٹک گئے۔ پیشانی پر شکنیں گہری ہو گئیں، مہناز کا حال اس سے کہی برعکس تھا اس کی سانسیں حلق میں پھنسنے لگی۔

آنکھوں اور چہرے پر حیرت واضح ہو رہی تھی۔ کمرے میں ایسی خاموشی چھانے لگی جیسے سکوت طاری ہوا ہو۔

" یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں آفیسر، وہ جس ہاسپٹل میں تھی وہاں کے ڈاکٹرز نے خود کہا تھا کہ یہ ایک ایکسیڈنٹ ہے اور رشنا اسی حادثے میں فوت ہوئی ہے۔ "

" بلکل صحیح کہہ رہی ہیں آپ، آپ لوگ شاید بیٹی کی موت کے غم میں تھے اسی لیے دھیان نہیں دیا۔ " آفیسر نے نرمی سے کہا۔ مہناز کو لمحے کے لیے آفیسر کی بات پر یقین آنے لگا۔

" میں جانتا ہوں سر، کہ آپ کے لیے اپنی بیٹی کا جانا کتنا دردناک رہا ہوگا۔۔۔ پر یہ اس کی قسمت تھی جو اس کی زندگی اتنی ہی تھی۔۔۔ پر اب وقت اس کے قاتل کا ہے سر، میں بس یہاں آپ سے پوچھنے آیا ہوں کہ کیا آپ اس کیس کو رِی اوپن کرنا چاہتے ہیں؟ " آفیسر نے وجدان صاحب کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" کیا قاتل کے بارے میں آپ جانتے ہیں؟ " مہناز کا لہجہ مضبوط تھا مگر آنکھوں کی گہرائی میں ایک صدمہ تھا۔

" وہ تو نہیں معلوم، لیکن ہم تفتیش کر رہے ہیں، انشاءاللہ جلدی ہی ہم اس تک پہنچیں گے۔۔۔ اگر آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے تو ہم جلدی قاتل تک پہنچیں گے۔۔ کیا

آپکی اجازت ہے سر؟" مہناز کے سوال پر آفیسر نے نرمی سے جواب دیا پھر وجدان صاحب کی جانب متوجہ ہو کر اس نے اجازت طلب کی۔

وجدان صاحب، جواب تک گہری خاموش بیٹھے تھے بغیر کچھ کہے کھڑے ہونے لگے ان کی قدموں میں لڑکھڑاہٹ واضح ہوئی جیسے اس خبر نے اُن کا دُکھ دُگنا کر دیا ہو۔ ان کے گال پر خشک آنسوؤں کے لکیر نمایاں تھی جسے وہ کافی دیر سے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ آفیسر نے ان کے چہرے پر آنسوؤں کے نشان دیکھے، وجدان صاحب نظریں جھکائے آہستہ آہستہ کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ مہناز دھڑکتے دل کے ساتھ ان کی پشت کو جاتا دیکھتی رہی۔ وجدان صاحب اب کمرے سے جا چکے تھے۔

اگلے ہی پل مہناز خود کو سنبھال کر آفیسر کی جانب متوجہ ہوئی، اس نے مضبوط لہجے میں مقابل سے سوال کیا:

آپ کو اجازت ہے آفیسر۔" کمرے میں چند لمحوں کی بھاری خاموشی اتر آئی، اسی دوران" آفیسر نے ایک کاغذ نکالا اور اسے مہناز کے سامنے کیا۔

"یہ لکھائی کیا آپ کی بہن کی ہے؟" آفیسر نے بڑے محتاط انداز میں پوچھا۔ مہناز نے کاغذ پر لکھے ہوئے الفاظ کا بغور جائزہ لیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک الجھن سی در آئی، جیسے وہ اس لکھائی کو نہیں بلکہ الفاظوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"جی، یہ ہینڈ رائیٹنگ میری بہن کی ہے، پر یہ لیٹر کس کا ہے؟" مہناز کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"یہ خط رشنا کی گاڑی سے ملا تھا لیکن یہ خط مجھے نہیں بلکہ مجھ سے پہلے جو سابقہ آفیسر اِس کیس کو سنبھال رہے تھے اُنہیں ملا تھا۔" آفیسر ایک لمحے کے لیے رکا پھر مزید آگے بولا۔

"اُس آفیسر نے صرف ایک ہی مہینہ تفتیش کی اور پھر آپ سے ملاقات کے دوران یہ بتا کر کیس وہی بند کر دیا کہ رشنا کی گاڑی کا حادثہ بریک فیل کی وجہ سے ہوا تھا۔" آفیسر کی بات پر مہناز کو ایک سال پہلے پولیس اسٹیشن میں سابقہ آفیسر سے ہوئی بات یاد آئی۔

("میڈم! ہمیں مکینک سے کچھ دیر پہلے پتا چلا ہے کہ آپ کی بہن کی گاڑی کی بریک فیل تھی، یہ ایکسیڈنٹ اسی وجہ سے ہوا، اب اِس کیس میں مزید انکوائری کرنا وقت کا ضیاع ہو گا، اسی لئے یہ کیس ہمیں یہی بند کرنا ہو گا۔") اگلے ہی پل موجودہ آفیسر کی آواز پھر سے گونجی وہ سوچوں کے گرداب سے باہر آئی۔

سابقہ آفیسر کا ٹرانسفر ہو گیا ہے اور پچھلے دو سال کے پرانے کیسز اب میرے پاس ہیں، "
اِنہیں فائلوں میں سے مجھے رشنا کے کیس کی فائل اور یہ لیٹر ملا۔" آفیسر نے ایک مختصر سانس لی۔" میرے معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ کیس بنا کسی نتیجے کے بند کر دیا گیا تھا اور اِس بارے میں آپ لوگوں کو خبر نہیں ہے۔" آفیسر کے لہجے میں سختی تھی جیسے اس کہانی کی سچائی کا وزن اس پر بھاری ہو۔ مہناز نے اپنے ہاتھوں کو فوراً سختی سے بھینچ دیا اِسے سابقہ آفیسر پر غصہ آنے لگا۔ آفیسر کی آواز پہلے سے زیادہ مضبوط تھی مگر مدہم غصے کے ساتھ کہا:

اور جو خبر دی گئی وہ جھوٹ تھی۔" آفیسر کی آنکھوں میں ایک لمحے کو خفگی اور پیشہ ورانہ " ناراضی جھلکی۔۔۔ جیسے وہ خود اس لاپرواہی پر شرمندہ ہو جس کا بوجھ اب اسے اٹھانا پڑ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

اس کی بات پر مہناز نے نظریں اٹھائے مقابل کو دیکھا۔

جھوٹ ؟" مہناز نے حیرت انداز میں پوچھا جیسے اس کے دماغ نے بات سن تو لی مگر دل نے" انکار کیا ہو۔

" کیسا جھوٹ آفیسر ؟"

یہی کہ ایکسیڈنٹ ایک حادثہ ہے جسے سب نے اللہ کا فیصلہ سمجھ لیا بلکہ یہ تو انسان کے کی" چال ہے اس کی عقل سے جنم لیا ہوا ایک بہت بڑا گناہ ہے۔" آفیسر کے ٹھوس لہجے میں

جواب دیا جس پر مہناز کی بے یقینی لمحے میں دور ہوئی۔پیشانی کے بل غائب ہوئے، آنکھوں میں حیرت بڑھتی گئی۔

چہرے پر صدمہ ظاہر ہوا۔کمرے میں ایک بار پھر خاموش چھائی۔چند لمحوں بعد میز پر رکھا موبائل بجا، آفیسر نے کان سے لگایا۔

" ہاں بولو فہد۔"

سر کیس نمبر آٹھ کے سلسلے میں کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں کیا ہم مل سکتے ہیں؟""

دوسری جانب فون کال پر موجود آفیسر فہد نے کہا۔

ہاں ہاں ضرور، تم میرے آفس میں آؤ، میں وہیں ملونگا۔"آفیسر نے کہہ کر کال منقطع" کردی۔

مہناز جو کافی دیر سے سوچوں کے گرداب میں تھی آفیسر کے پکارنے پر ہوش میں آئی۔

مِس مہناز! آپ کل مجھ سے ملاقات کرلیجیے گا ہم کل اور تفصیل سے بات کرینگے یا اِس" کیس کو ری اوپن کرنے کا پہلا قدم اٹھائے گے۔"مہناز نے جواباً اثبات میں سر ہلایا۔

چلییے میں چلتا ہوں، اب ہماری ملاقات کل ہو گی۔" آفیسر کامران نے اپنی جانب سے ایک "
آخری بات کی۔

آفیسر، کیا یہ لیٹر میں اپنے پاس رکھ سکتی ہوں ؟" اس کا لہجہ اب نرم اور ٹوٹا ہوا تھا جسے آفیسر "
نے خوب محسوس کیا۔

سوری مِس مہناز ہمیں اجازت نہیں ہے۔" وہ کاغذ لپیٹنے لگے اور الوداع جملہ کہہ کر "
کمرے سے نکل گئے۔ پیچھے وہ اکیلی رہ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حال:

اس کی دماغی نسیں درد کر رہی تھی وہ اپنی کنپٹی سہلانے لگی۔ چہرہ بھیگا ہوا تھا، آنسو قطار در قطار گال پر بہہ رہے تھے۔ جسے پونچھتے وہ پلنگ سے اٹھنے لگی اور وجدان صاحب کے کمرے کی جانب جانے لگی۔

کمرہ گہری خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ دیواروں پر پھیلا اندھیرا جیسے اس گھر کے دکھ کو اپنے اندر سمیٹے کھڑا تھا۔ کھڑکی سے آتی ڈوبتے سورج کی مدھم روشنی بس اتنی تھی کہ کمرے کی ویرانی اور زیادہ نمایاں ہو رہی تھی۔

دروازہ آہستگی سے کھلا۔ مہناز نے قدم رکھا تو سامنے وہ منظر تھا جس نے اس کے دل کو چیر کر رکھ دیا۔

وجدان صاحب صوفے کے ایک کنارے بیٹھے تھے، چہرہ آنسوؤں سے تر، آنکھیں سوجھی ہوئی اور ہاتھ میں رشنا کی تصویر ایسے تھامے ہوئی جیسے اگر انگلیاں ڈھیلی ہو گئیں تو یادیں بکھر جائیں گی۔ وہ تصویر کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ نہیں، جیسے اس سے باتیں کر رہے تھے۔

مہناز دھیرے قدموں کے ساتھ ان کے قریب آئی، وجدان صاحب نے دھیرے سے اپنی نظریں اٹھائی۔۔۔ بس ایک لمحے کے لیے، اس لمحے میں ایک باپ کی ٹوٹ پھوٹ، بے بسی اور بیٹی کی موت کا دکھ قید تھا۔

مت روئیں بابا، آپ نے ہی کہا تھا کہ رونے سے رشنا کو تکلیف پہنچتی ہے۔۔۔ پھر آپ ہی" اپنی رشنا کو اذیت دے رہے ہیں۔" مہناز نے ٹوٹی ہوئی، درد بھری آواز میں کہا۔ وجدان صاحب نے ں ظریں تصویر پر جمائے رکھیں، آنکھوں سے ایک آنسو نکلا، خاموشی سے پھسل کر تصویر کے کونے پر گر گیا۔

یہ میرے بس میں نہیں رہے اب ماہی۔۔۔ میری بیٹی کو مجھ چھینا گیا ہے، کیسے روک دوں" اِن آنسوؤں کو؟" وجدان صاحب کی آواز بوجھل ہو گئی، آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ ضبط کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آخری دیوار بھی ٹوٹ چکی تھی، وہ آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کرتے رہے۔۔۔ مگر درد غالب آگیا۔ مہناز نے سن کر وجدان صاحب کے چہرے سے آنسو صاف کئے۔

جب رشنا اس دنیا میں آئی تھی میری خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا، اور آج جب وہ یہاں نہیں ہے" تو غم کا کوئی کنارہ بھی باقی نہیں رہا"۔ وجدان صاحب کی آواز میں درد تھا، لہجہ بھرا ہوا جیسے یہ الفاظ سینے سے چھن کر باہر نکلے ہوں۔

بابا۔ "مہناز کا دل جیسے کسی مٹھی سے نکل کر باہر آیا ہو۔ اس نے دھیرے سے وجدان" صاحب کا ہاتھ تھام کر پکارا۔

رشناب محض ہماری یادوں کا حصہ نہیں رہی، وہ ہماری ذمہ داری بن چکی ہے۔ اس کی" خاموشی چیخ بن کر ہم سے جواب مانگ رہی ہے۔ اگر ہم کمزور پڑ گئے تو اس کی ہار ہماری ہار ہو گی، اور اگر ہم ثابت قدم رہے تو رشنا کا نام انصاف بن جائے گا۔" مہناز کے چہرے پر درد اور عزم کا امتزاج تھا، آنکھیں تھوڑی بھیگی، مگر نظریں پُر اعتماد اور مضبوط تھیں۔ ہر لفظ جیسے دل سے نکلا ہو، ہر وقفہ اس کے اندر کے عزم کو بیان کر رہا تھا، کہ وہ نہ صرف رشنا کی یادیں جیتے گی بلکہ انصاف کے لیے کھڑی رہے گی۔

وجدان صاحب ایک درد بھری آخری نگاہ تصویر پر ڈالی پھر آنسو پونچھ کر مضبوط لہجے میں بولے:

"ماہی۔۔۔میں نے کبھی اپنی بیٹیوں کے ساتھ ناانصافی نہیں کی اور آج بھی نہیں کروں گا۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا، تمہیں جب جب ضرورت ہو گی تب ساتھ دوں گا، میں بس اپنی بیٹی کو انصاف دلانا چاہتا ہوں۔۔۔نہ جانے کون سا شیطان تھا جس نے میرے چمن سے میرا پھول نوچ کر توڑ ڈالا۔" ان کے لہجے میں مضبوطی بھی تھی اور ایک دباہوا غصہ بھی، ایسا غصہ جو قاتل کو نیست و نابود کرنے کی آرزو رکھتا ہو۔

"وعدہ ہے آپ کی ماہی کا بابا۔۔۔رشنا کی خاموشی میں جو درد بول رہا ہے، میں اس کی آواز بنوں گی۔۔۔جس نے رشنا کی زندگی چھینی ہے، میں اس کا چہرہ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لاؤں گی۔۔۔جب تک اس کے قاتل کو سزا نہیں ملے گی، مہناز علی شاہ چین سے نہیں بیٹھے گی۔ یہ انصاف نہیں۔۔۔میری بہن کا حق ہے، اور میں وہ حق لے کر رہوں گی۔"

مہناز کی آنکھیں نم تھیں مگر نگاہیں ثابت قدم۔ لہجے میں درد ضرور تھا مگر عزم اس سے کہیں زیادہ۔ یہ وعدہ نہیں، ایک فیصلہ تھا۔

وجدان صاحب اب تصویر کو سینے سے لگائے اس کے جانب نظریں جمائے ہوئے بولے:

ماہی۔۔۔اگر رشنا کو اس کا حق نہ ملا تو؟ اگر وہ چہرہ کبھی بے نقاب نہ ہوا جس نے میری بیٹی" "سے زندگی چھین لی۔۔۔تو شاید میری رشنا مجھے معاف کبھی نہیں کرے گی۔

وجدان صاحب کی آواز مدھم پڑ گئی، یہ خوف قاتل کا نہیں تھا، یہ باپ کے دل میں بسی شکست کا خوف تھا۔

یہ میری جنگ ہے بابا، اور اس کا انجام انصاف ہو گا۔" مہناز کے لبوں پر عزم کی لکیریں" تھیں، آنکھوں میں رشنا کے حق کے لیے جلتی ہوئی آگ۔ کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی، دیواریں، پردے اور روشنی سب اس لمحے کی سنجیدگی کے گواہ تھے۔ کھڑکی سے آتی دھندلی روشنی اب ہلکی پر چکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کہہ کر رکی نہیں کمرے سے نکل گئی۔ پیچھے وجدان صاحب نے کھڑکی سے باہر آسمان کی طرف دیکھا اور ایک ہی لفظ پکارا۔

" یااللہ۔"

ΔΔΔΔΔ

لاہور ایئرپورٹ پر گھڑی رات کے تقریباً 8 بج کر 45 منٹ دکھا رہی تھی۔لندن سے صبح 8:15 بجے اُڑان بھرنے والی فلائٹ اپنی طویل مسافت طے کر کے آخرکار زمین کو چھو چکی تھی۔رن وے پر جہاز کے پہیے لگتے ہی ایک ہلکی سی لرزش فضا میں پھیل گئی۔سرد ہوا میں نمی تھی، دھند ہلکے ہلکے ایئرپورٹ کے اطراف پھیلی ہوئی تھی۔

مسافروں کے چہروں پر سفر کی تھکن اور وطن پہنچنے کی راحت ایک ساتھ جھلک رہی تھی۔

انہی مسافروں کے درمیان ازعان دلاور بھی تھا۔۔۔گہرے رنگ کے کوٹ میں ملبوس، ہاتھ میں ایک اسٹائلش ٹریول بیگ، نگاہوں میں وہی پرانا غرور اور اعتماد۔اس کے ساتھ باسط کھڑا تھا، ہمیشہ کی طرح ہلکی مسکراہٹ اور شوخ آنکھوں کے ساتھ۔

منظر اب باہر کا تھا، جہاں ایمیگریشن اور سامان وصول کرنے کے بعد وہ دونوں باہر نکلے تو لاہور کی سرد ہوا نے ان کا استقبال کیا۔گہری اور ٹھنڈی آہ بھرتے اس نے اپنے چہرے کے عین سامنے کچھ دور آہل کو کھڑے دیکھا۔اس نے مغروریت پل میں غائب ہوئی۔وہ گہری مسکراہٹ کے ساتھ سیدھا چلتے ہوئے آہل کے قریب آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہلکے گہرے سرمئی رنگ کی ٹی شرٹ پر سیاہ جیکٹ اور سیاہ پینٹ پہنے ہوئے آہل سکندر بھی اتنی ہی گہری مسکان لیے چند قدم آگے بڑھا۔ وہ دونوں گرم جوشی میں ایک دوسرے سے ملے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو حصار میں لیے ہوئے ہی تھے کہ آہل نے مسکراتے ہوئے کہا:

" میرے یار کیسے ہو تم؟ کتنا یاد کیا ہے تمہیں؟"

ہمم۔۔ میں نے بھی تمہیں بہت مِس کیا ہے برو؟ خاص کر تب جب میں بیمار ہوا تھا۔""

ازعان نے نرمی اور مسکراہٹ کے ساتھ کہا وہ آہل کو دیکھ رہا تھا اس کے لہجے میں نرمی، اور ایک پرانہ یارانہ پن تھا جسے باسط بھی پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

بائے داوے آہل، میٹ باسط میرا دوست اور میرا بھائی۔"ازعان، آہل کندھے پر ہاتھ " رکھتے ایک طرف ہوا اور اس نے آہل کی ملاقات باسط سے کروائی، آہل نے ہاتھ آگے بڑھایا تو باسط نے تھام لیا پھر وہ دونوں بھی گلے لگ کر علیحدہ ہوئے۔

مجھے یہ بتایئے جناب دلاور صاحب کہ آپ نے یہ ایک سال کا اتنا لمبا گیپ کیوں لیا ہے؟ "
جب گئے تھے تو بڑے شان سے کہا تھا کہ تین مہینے بعد واپس آجاؤں گا۔"آہل نے برہمی
سے ازعان کو سائڈ سرکاتے ہوئے کہا۔ازعان نے اس کی بات پر آبرو اٹھائے۔

اب کام کے سلسلے میں گیا تھا اور مجھے کیا پتا تھا کہ مجھے ایک سال کا وقت لگ جائے گا واپس"
اپنے گھر لوٹنے میں۔"اس نے وہی یارانہ انداز لیے جواب دیا۔آہل نے ہلکی مسکان لبوں پر
سجائی،اور دونوں اپنی گفتگو میں مصروف ہونے لگے۔ادھر باسط جواب تک لاہور کی بڑھتی
ٹھنڈ برداشت کر رہا تھا ان کے گفتگو کو بڑھتے دیکھ فوراً بولا:
اوہ بہادر جینٹل مینز!میری تو سردی اور تھکن سے حالت خراب ہو رہی ہے،پلیز اب باقی"
باتیں بعد میں کر لینا۔" باسط کی بات پر آہل مسکرایا اور گاڑی کا دروازہ کھولا،باسط ہاتھ جیکٹ
کی جیب میں ڈالے سیدھا پچھلی سیٹ پر جا بیٹھا۔آہل اور ازعان نے سامان گاڑی کی ڈِگی میں
رکھا اور اگلی سیٹ سنبھال لی۔آہل نے چابی گھمائی اور گاڑی دھیمی رفتار لیے ایئرپورٹ سے
نکلنے لگی۔لاہور کے ایئرپورٹ پر دھنداب مزید گہری ہو چکی تھی۔

رات کے 9:50 بج رہے تھے۔ سردی کی دھند نے شہر کو روئی کی طرح اپنے اندر سمیٹ لیا تھا، ہر منظر دھندلی لکیر بن کر رہ گیا۔ان کی گاڑی سڑک کے ایک کنارے متوازن رفتار میں چل رہی تھی، ہر لمحے بعد ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ان کی گاڑی سے ٹکراتا۔ سڑک کے کنارے فاصلے سے لگی سنہری روشنیاں دھند میں ایسی واضح تھی کہ چند قدم کے فاصلے بھی خواب معلوم ہوتے۔

اس لمحے لطف لینے کے لیے ازعان، جواب تک خاموش بیٹھا تھا، کھڑکی کا شیشہ نیچے کرنے لگا۔ ہوا کے سرد لمس نے تینوں کے بدن میں ایک کپکپاہٹ اتار دی۔ باسط، جو سر کی پشت سیٹ سے لگائے آنکھیں بند کئے اپنی تھکن کچھ کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا، یکدم آنکھیں کھول کر سیدھا بیٹھ گیا جیسے کرنٹ لگا ہو۔

بھائی تم نے کیا میری میت کا انتظام کروایا ہوا ہے؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں کنوارا مروں؟""" باسط نے جیکٹ کو اپنے سینے پر ڈالے کہا۔ازعان جو خاموش کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا باسط کی بات پر ابرو اٹھائے چہرے کا رخ موڑا۔

گاڑی چلاتے ہوئے آہل کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔

تم مرنا چاہتے ہو؟"اس نے سنجیدہ لہجے میں ابرو سکیڑے پوچھا۔"

میں مرنا نہیں چاہتا لیکن تم مار نا ضرور چاہتے ہو۔" باسط کی بات پر آہل کی مسکراہٹ برقرار "
رہی دوسری طرف ازعان نے ہلکی مسکان لبوں پر سجائی۔

بھائی بند کردو شیشہ میں نے ابھی شادی بھی کرنی ہے۔" ازعان نے اگلے لمحے شیشہ اوپر "
کردیا۔ باسط نے سکون کا سانس لیے کمر کو سیٹ سے لگالیا۔

کیا بات ہے باسط، جس طرح شادی کی بات کر رہے ہو، کوئی لڑکی ہے کیا لائف میں؟"""
باسط آنکھیں بند کرنے ہی والا تھا کہ آہل کے سوال پر دوبارہ کھول دی۔

ہاں ہے نا۔" اس نے مختصر جواب دیا۔"

اچھا کون ہے؟" آہل نے بیک ویو مرر میں دیکھتے پوچھا۔"

وقت کا ضیاع۔" باسط کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے ہی لگا تھا کہ جواب ازعان کی جانب "
سے آیا۔ لہجہ نرم اور سنجیدہ تھا مگر انداز میں شرارت واضح تھی۔ آہل نے ایک لمحے ازعان کو
دیکھا۔

شٹ اَپ۔" باسط منہ بسورتے جھنجھلا کر کہا۔"

اِیوا نام ہے اس کا، لندن میں رہتی ہے۔" باسط مسکراتے ہوئے بولا۔"

اِیوا؟ یہ نام تو کرسچین ہے۔"آہل نے ابرو ملائے سوچتے ہوئے پوچھا۔"

ہاں، وہ عیسائی ہے۔" باسط نے مختصر جوبا دیا۔"

مطلب ازعان نے صحیح جواب دیا ہے۔"آہل نے ہلکی شرارت کے ساتھ کہا۔اس کی بات" پر باسط کی مسکراہٹ غائب ہوئی اس نے منہ بسور کر ازعان کی جانب دیکھا جس کے لب مسکرا رہے تھے۔

میری گرل فرینڈ کو تم دونوں وقت کا ضیاع کہہ رہے ہو؟"اس نے مایوسی سے کہا۔"

سوری برو۔۔پر یہ سچ ہی ہے، یہ گرل فرینڈ وغیرہ سب وقت کی بربادی اور حرام کام ہیں،" اگر پسند ہے تو نکاح کرواور یہ طریقہ سنت بھی ہے۔"آہل گاڑی کا اسٹیرنگ گھماتے ہوئے بولا اس کے لہجہ میں ایک نرمی اور یارانہ پن کی مٹھاس تھی۔باسط نے سن کر نگاہیں اٹھائی وہی ازعان نے بھی ایک نظر آہل کو دیکھا۔

ڈاکٹر صاحب، وہ عیسائی ہے۔۔۔میں کیسے نکاح کروں؟" باسط اب سیدھا بیٹھے آہل سے" پوچھ رہا تھا۔

توجب تمہیں پتا ہے کہ یہ ناممکن ہے تو کیوں اس کے پیچھے لگے ہو، چھوڑ دو۔" آہل نے نرم انداز میں کہا تھا۔ باسط کا ذہن ایک پل کے لیے رکا۔

وہ پر سوچ نگاہوں سے سامنے گاڑی کے باہر دیکھ رہا تھا۔ آہل نے دوبارہ اسٹیر نگ گھمائی۔ سفر کا ایک اور موڑ کٹ چکا تھا۔

چھوڑ دوں؟ کیسے چھوڑ دوں۔۔۔ وہ مجھے پیاری لگتی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آواز میں ایک ایسی بے بسی تھی جو خود اسے بھی چونکا گئی۔ باسط کی بات پر ازعان نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔

تو کیا تم اس کے مسلمان بننے کا انتظار کر رہے ہو؟" آہل نے بات مکمل کرتے ہوئے اس پر ایک مختصر مگر گہری نگاہ ڈالی۔ لہجے میں نہ طنز تھا نہ سختی، بس حقیقت کا وزن تھا جو لفظوں کے ساتھ باسط کے دل پر آ گرا۔ اس کی انگلیاں اسٹیئر نگ پر مضبوط ہو گئیں، جیسے وہ خود بھی اس سوال کی سنگینی محسوس کر رہا ہو۔

ہاں، میں نے اُسے پوچھا تھا وہ اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔" اس کے جواب پر آہل اور ازعان دونوں چونکے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ کریگی؟"ازعان نے یہ سوال آہستہ مگر واضح لہجے میں کیا۔آواز" میں نہ مذاق تھا نہ تلخی۔۔۔صرف ایک بے لاگ حقیقت جو جاننا ضروری تھی۔سوال ادا کرتے ہوئے اس نے گردن ہلکی سی موڑی، نظریں باسط پر جمادیں۔

آہل نے ایک گہری سانس لی۔پل بھر کے لیے اس کی پلکیں جھکیں، جیسے وہ خود بھی اس سوال کے انجام سے واقف ہو۔گاڑی بدستور آگے بڑھتی رہی، مگر فضا میں اب ایک سنجیدہ خاموشی ٹھہر چکی تھی۔

ازعان کے سوال پر باسط ایک لمحے کو خاموش ہو گیا۔اس کے لب جو ابھی کچھ کہنے کو تھے، آہستہ سے بند ہو گئے۔نگاہیں بے اختیار جھک گئیں، جیسے اس نے خود سے وہی سوال پہلی بار سنا ہو۔انگلیاں جیکٹ کے کنارے کو بے مقصد مسلنے لگیں۔

اس نے ہلکی سی سانس بھری۔۔۔نہ اثبات میں، نہ نفی میں۔بس اتنا کہا،

"پتا نہیں۔۔۔"

آواز میں امید بھی تھی اور اندیشہ بھی، جیسے وہ خود بھی اس جواب کے انجام سے ڈرتا ہو۔

گاڑی اب قصرِ دلاور سے ایک خیابان دور تھی،اور اب یہ خیابان خاموشی سے گزرتی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باسط کے دل میں یہ خیال پہلی بار پیدا ہوا، کبھی پہلے اس نے ایسا نہیں سوچا تھا۔ وہ اندر ہی اندر جھنجھلاہٹ اور حیرت کے درمیان تھا۔

ان کی گاڑی قصرِ دلاور کے مرکزی دروازے کے سامنے تھی چوکیدار نے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا، اور ازعان نے مسکراتے سر کے اشارے سے جواب دیا۔ گاڑی دھیمی رفتار میں چلتی داخلی دروازے کے باہر لگے فانوس کے عین نیچے پہنچی۔

وہ گاڑی سے اتر کر قصر کے ہر نقش و نگار کا جائزہ لینے لگا۔ اپنے اندر قصر کی خوشبو جذب کی اور داخلی دروازے کی جانب قدم بڑھایا۔ ہوا کے ٹھنڈے جھونکے نے اس کے بدن کو آہ بھرنے پر مجبور کر دیا، ہر سانس میں اس کے منہ سے نکلتی بھاپ ہوا میں گھل رہی تھی۔ باسط گاڑی سے اتر کر حویلی کے مرکزی حصے کو غور سے ناپنے لگا، ہر گوشہ اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے آہل کی آواز پر دو ملازم باہر کی جانب آئے اور گاڑی سے سامان نکال کر اندر لے جانے لگے۔ ہال میں بیٹھے عمر صاحب، خان چچا اور نبیلہ بیگم نے ملازم کے ہاتھ میں سامان دیکھا تو مسکراتے کھڑے ہوئے۔ اسی لمحے ازعان نے داخلی دروازے پر پہلا قدم رکھا، سیاہ

کپڑوں میں وہ اپنی باوقار چال کے ساتھ سیدھا عمر صاحب کے قریب آگیا اور ان کے حصار میں لپٹ گیا۔

کیسے ہو میرے شیر ؟" عمر صاحب نے گہری مسکراہٹ سجائے پوچھا۔ پھر ایک محبت بھرا" لمس اس کے ماتھے پر چھوڑا۔

میں بلکل ٹھیک ہوں ڈیڈ۔" لہجے میں خوشی تھی، گرم جوشی سے وہ مل کر وہ جیسے ہی ان" کے حصار سے آزاد ہوا تو خان چچا نے دوستانہ اور بے تکلّف انداز میں ازعان کو گلے لگا کر خوش آمدید کہا۔ ایک گہری مسکراہٹ اس کے لبوں پر سجی۔ ان سے مل کر وہ اب اپنی ماں کی طرف رخ کرنے لگا۔

دوسری جانب باسط، عمر صاحب اور خان چچا سے ادب سے ملا پھر نبیلہ بیگم کی طرف بڑھا جس نے باسط کے ماتھے پر پیار سے لمس چھوڑا۔ وہی آہل نے بھی نبیلہ بیگم سے بے تکلّف

انداز میں مل کرر سماً علیک سلیک کی۔ نبیلہ بیگم نے آہل کے بال سہلاتے اسے پیار سے دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔

جہاں دھند نے سردی کی ٹھنڈک چھپا رکھی تھی، وہاں ماحول میں سرایت کی ہوئی گرم جوشی نے ہر دل کو لبھایا اور سرد ہوا کی کوئی موجودگی محسوس نہ ہوئی۔ وہ سب اپنے مسکراتے چہروں کے ساتھ ایک ساتھ ہال میں موجود صوفوں پر بیٹھ گئے۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے ہال کی سنہری روشنی ماحول میں گرمائش پیدا کر رہی تھی۔ ملازمہ، نبیلہ بیگم کی حکم پر کچھ دیر بعد چائے ٹرالی میں رکھ کر کچن سے باہر آئی۔ لمحہ لمحہ وقت آگے بڑھتا گیا۔ اب وہ چائے پیش کر کے واپس کچن میں جانے لگی۔ اور ایک بار پھر سب کی گفتگو شروع ہوئی۔

ازعان، وہاں سب کام کیسا جا رہا ہے؟" عمر صاحب نے ازعان کو اپنی طرف متوجہ کر کے" نرم انداز میں پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بہت بہتر ڈیڈ، انفیکٹ ایک نئی کولیب ڈیل طے ہوئی ہے۔" اس نے چائے میں سے اٹھتے " بھاپ کو نظرانداز کر کے گھونٹ بھرا۔ عموماً وہ چائے کا عادی نہ تھا، لیکن شاید آج کی تھکن نے اسے چائے کی طرف مائل کر دیا تھا۔

" اور وہ ڈینل والی ڈیل کا کیا ہوا؟"

وہ اگلے مہینے ہو گی، اس کے لئے مجھے واپس جانا پڑے گا۔" عمر صاحب نے سر اثبات میں " ہلایا، اور پھر دونوں نے ایک ساتھ چائے کا گھونٹ لیا۔

تم دونوں کو کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی نا؟ اور آہل تمہیں انہیں لینے جانے کوئی مسئلہ تو نہیں" ہوا نا؟" خان چچا نے گرم چائے کا آخری گھونٹ اتار کر پوچھا۔

نہیں انکل مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔" پہلے جواب آہل نے دیا۔ پھر نظریں دوڑانے لگا۔"

مجھے تو بس ٹھنڈ نے مار دینا ہے۔۔۔ سنا تھا پاکستان میں سردی باقی ملکوں سے کم ہوتی ہے مگر " یہاں آنے کے بعد وہی حال ہے۔۔۔ اتنی سردی تو لندن میں بھی محسوس نہیں ہوئی جتنی یہاں برس رہی ہے۔ کیوں آنٹی؟" اس کی بات پر سب کے لب مسکراہٹ سے سج گئے۔

نبیلہ بیگم نے اس کی بات پر ہامی بھری۔

ہمم۔۔۔ویسے تو لندن کی سردی یہاں سے زیادہ شدید ہوتی ہے مگر آج لاہور میں لندن" سے زیادہ ٹھنڈ محسوس ہو رہی ہے۔" باسط نے ان کی بات پر بھانپ اڑاتی ہوئی گرم چائے کا گھونٹ لیا۔

ازعان نے مسکراتے ہوئے اپنی چائے ختم کی اور کوٹ کی جیب سے سگریٹ نکالنے لگا۔ نبیلہ بیگم نے اسے دیکھ کر سنجیدہ نگاہوں سے نفی میں سر ہلا دیا۔

ڈیڈ لیجئے۔"اس نے ایک سگریٹ اور نکال کر عمر صاحب کی طرف بڑھائی۔ عمر صاحب" نے سگریٹ دیکھ کر نظریں ازعان کی طرف اٹھائیں، وہ ازعان کو غور سے دیکھنے لگے، پھر باری باری نظر کا زاویہ بدلا، پہلے خان چچا کو پھر آہل کو دیکھا۔

وہ دونوں دبی مسکان لئے ابرو اٹھائے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ازعان نے بھی نگاہیں پھیر کر آہل اور خان چچا کو دیکھا پھر ہاتھ میں تھامی سگریٹ کو جیسے اچانک اسے اپنی ہی حرکت پر شبہ ہو گیا ہو۔سب کی نگاہیں عمر صاحب پر جمی تھیں۔

میں نے سگریٹ پینا چھوڑ دیا ہے۔"عمر صاحب نے لمبی سانس لی اور پھر کہا۔ان کی بات پر" ازعان سمیت نبیلہ بیگم اور باسط قدرے حیران ہوئے۔وہی آہل اور خان چچا نے مسکرانے لگے۔

چھوڑ دیا ہے؟ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہی؟"نبیلہ بیگم کی بات پر آہل کی مسکراہٹ" مزید بڑھی۔

نہیں آنٹی، یہ حقیقت ہے۔"آہل کے جواب پر تینوں کی آنکھوں میں حیرت کے تاثر" نمایاں ہوئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

واہ بھئی، مبارک باد تو بنتی ہے سب کو۔۔۔انکل نے آخر کار اس چیز کا خاتمہ کر ہی دیا۔"""
باسط نے خوشی اور تھوڑے مزاح کے ساتھ کہا۔

ازعان کے چہرے پر اب بھی حیرت کے آثار تھے جیسے اسے یہ سب بے یقینی لگ رہا ہو۔اس نے ایک بار پھر عمر صاحب کے چہرے کو دیکھا جو مطمئن تھے، پھر ہاتھ میں پکڑی سگریٹ

کو۔۔۔اس نے اگلے لمحے بنا کچھ کہے سگریٹ واپس رکھ دی اور خود کی سگریٹ کو لبوں سے لگا یا۔

ویسے انکل، یہ سگریٹ چھوڑنے والا کرشمہ کب ہوا؟ ذرا روشنی ڈالیے۔" باسط نے پہلو بدلتے ہوئے پوچھا۔ عمر صاحب نے ہلکا سا توقف کیا۔

بس یوں سمجھو کہ اللہ کی مہربانی ہے۔"ان کے جواب پر باسط نے ایک لمحے کو عمر صاحب کو" غور سے دیکھا، پھر ہلکا سا سر ہلا کر مسکرا دیا، جیسے بات سمجھ بھی گیا ہو اور مان بھی نہ رہا ہو۔

اللہ کی مہربانی ہو تو بندہ واقعی بدل جاتا ہے۔۔۔بس کبھی کبھی وہ مہربانی کسی کے ذریعے آتی" ہے، ہے نا؟" باسط نے ابرو ہلکے سے اچکائے کہا۔

باسط کے آخری جملے پر چند لمحوں کے لیے ہال میں خاموشی چھا گئی۔

ازعان نے چونک کر عمر صاحب کی طرف دیکھا۔اس کی نگاہوں میں واضح حیرت تھی، جیسے یہ بات اس کے لیے بالکل نئی ہو۔اس نے لاشعوری طور پر ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کو گھمایا، پھر کندھے اچکا کر ہلکی سی سانس چھوڑ دی۔

نبیلہ بیگم نے ایک نظر ازعان پر ڈالی، پھر عمر صاحب کی طرف دیکھ کر ابرو سکیڑ لیے۔ان کے چہرے پر حیرت اور خوشی ساتھ ساتھ تھی، مگر وہ صاف طور پر اس تبدیلی کی وجہ سے لاعلم دکھائی دے رہی تھیں۔

باسط نے لمحہ بھر کو سب کے چہروں کا جائزہ لیا، پھر ہونٹوں پر ہلکی سی شرارتی مسکراہٹ آئی۔۔۔ایسی مسکراہٹ جو سوال بھی تھی اور مزاح بھی، مگر اس نے مزید کرید نامناسب نہ سمجھا۔

صرف آہل نے خاموشی سے چائے کا کپ میز پر رکھا۔اس کی نظریں لمحہ بھر کے لیے خان چچا سے ملیں۔جو اپنی مسکراہٹ دبانے کی کوشش میں نیچے دیکھ رہے تھے۔

Clubb of Quality Content!

ملیحہ کہاں ہے خان چچا؟"آہل نے خان چچا کے قریب ہو کر سر گوشی نما انداز میں پوچھا۔"

وہ تو آج جلدی چلی گئی،اس کی خالہ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔"خان چچا نے دھیرے" سے نرم لہجے میں جواب دیا۔جس پر آہل چونکا۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ اس نے مجھے کال نہیں کیوں نہیں کی؟" آہل کی آواز بے اختیار" اونچی ہوئی اس کے لہجے میں کچھ حیرت اور پریشانی جھلک رہی تھی۔ سب کی نگاہیں اس پر جم گئی۔

کیا بات ہو گئی آہل؟" عمر صاحب نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔"

کچھ نہیں انکل، میں بس ملیحہ کے بارے پوچھ رہا تھا، خالہ کی طبیعت خراب ہے اور اس نے " فون بھی نہیں کیا بس اسی لیے پریشان ہوا۔" آہل نے مسکرا کر جواب دیا مگر اس کی آنکھوں میں ادھوری تشویش باقی تھی۔

یہ ملیحہ کون ہے؟" باسط نے مسکرا کر آہل سے سوال کیا۔ آہل نے نظریں اونچی کیے باسط کو" دیکھا۔

ملیحہ عمر صاحب کی کیئر ٹیکر ہے نیو جوائن کیا ہے۔" جواب نبیلہ بیگم کی جانب سے آیا تھا۔" ان کے جواب پر خاموش بیٹھے ازعان نے کوٹ درست کرتے ہوئے ہال پر ایک سرسری نظر

ڈالی۔ گفتگو پھر سے معمول کی طرف لوٹ چکی تھی، ہال میں قہقہے لوٹ آئے تھے، مگر ازعان کے اندر کہیں کچھ ٹھہر سا گیا تھا۔

ملیحہ۔۔۔ نام نہیں، بس ایک خیال۔

ΔΔΔΔΔ

اگلا دن کافی تیزی سے گزرا۔ دوپہر کے 2:15 بج رہے تھے۔ ہاسپٹل غیر معمولی طور پر خاموش تھا۔ وہ راہداری سے گزر کر اپنے کیبن میں آیا، صبح سے مسلسل مصروفیات نے اسے تھکا دیا تھا۔ کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھا، پاس رکھا سیل فون اٹھایا اور کسی کو کال ملانے لگا۔

جی ڈاکٹر؟" سسٹر دانیا جو ریسپشنسٹ ہے فون کان سے لگائے بولی۔ "

سسٹر، وارڈ بوائے سے کہیے کہ میرے لیے کافی بھجوا دے۔" اس نے سر کی پشت سیٹ "سے ٹکاتے ہوئے کہا۔ سسٹر نے "جی ضرور" کہتے فون نیچے رکھ دیا۔

اس نے کال لسٹ دیکھ کر پھر کچھ یاد کیا اور دوبارہ کسی کو کال ملانے لگا۔ پہلی کال ریسیو نہ ہوئی تو اس نے دوبارہ کوشش کی۔

وہ کمرے کا دروازہ کھول کر جیسے اندر داخل ہوئی، فون کی رنگ سن کر اس کے قدم فون کی جانب بڑھ گئے۔ فون کے اسکرین پر آہل کا نام تھا اس نے فون کو کان سے لگایا۔ مختصر رسماً علیک سلیک کے بعد فون کی دوسری جانب سے آہل کی آواز گونجی۔

خالہ کی طبیعت کیسی ہے ملیحہ ؟" اس کی آواز میں فکر مندی جھلک رہی تھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ خیریت سے ہیں اور ابھی آرام کر رہی ہے، رات کو عافیہ کی اتنی اچانک کال آئی تھی سب" اتنا اچانک ہوا کہ آپ کو اطلاع دینا بھول گئی۔" ملیحہ نے ہونٹوں کو ہلکے سے باہم دبایا، جیسے یاد نہ رہنے کی اپنی کوتاہی اسے لمحہ بھر کو چبھ گئی ہو۔ نگاہیں لاشعوری طور پر جھک گئیں، اور آواز میں غیر ارادی نرمی در آگئی۔

آہل نے کچھ لمحے اس کی خاموشی محسوس کی پھر دھیرے سے بولا:

تمہیں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے اندازہ ہے کہ پریشانی میں انسان بھول جاتا" ہے۔"آہل کے لہجے میں کسی شکوے کا نام و نشان نہ تھا، صرف ایک ٹھہری ہوئی سنجیدگی اور بے ساختہ نرمی، جو بتا رہی تھی کہ وہ اس کی بات سمجھ چکا ہے۔

آہل آپ کتنا جلدی چیزوں کو آبزرو کر لیتے ہیں، فون پر بھی آپ کو محسوس ہو گیا کہ میں" شرمندہ ہوں۔۔۔ویسے تو میں ہوں اس کے لیے ایم سوری، میں واقعی بھول گئی تھی۔"وہ نرمی سے ٹھہر ٹھہر کر بولی اور چلتی ہوئی بالکونی میں آگئی۔ سورج کی نرم اور ٹھنڈی کرنیں اس کے چہرے پر پڑی تو چہرا پر ایک چمک در آئی۔ بھوری آنکھوں میں نرمی ٹھہری ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کوئی بات نہیں ملیحہ، میں ناراض نہیں ہوں۔ مجھے معلوم ہے تم جب بھی پریشانی میں ہوتی" ہو تو خود کو الزام دینے لگتی ہو، اور یہی عادت مجھے بری لگتی ہے۔"ملیحہ کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ٹھہر گئی۔

آپ ہمیشہ مجھے ایسے کیوں سمجھ لیتے ہیں؟"وہ ہلکے سے ہنسی، مگر اس ہنسی میں شکر بھی تھا۔"

کیونکہ تم بولنے سے زیادہ مجھے محسوس کرواتی ہو۔"آہل نے سادہ مگر ٹھہرے ہوئے لہجے" میں کہا۔ ملیحہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

بالکونی میں ہلکی ہوا چلنے لگی۔ ملیحہ نے بالوں کو کان کے پیچھے سمیٹا، بدن میں کپکپی سی در آئی مگر دل میں ایک مانوس سی گرمی اتر آئی۔۔۔ایسی گرمی جو الفاظ کی محتاج نہیں ہوتی۔

ویسے تمہیں بھی ایک بات بتانی تھی۔"آہل نے لہجہ قدرے دھیمی رکھا۔ "

ہوں۔۔۔کہیے میں سن رہی ہوں۔"ملیحہ نے ہلکے توقف کے ساتھ جواب دیا، لبوں پر "

مدھم سی مسکراہٹ آ گئی۔

کل عمر انکل نے سب کے سامنے مان لیا کہ وہ اب اسموکنگ نہیں کرینگے۔"آہل نے یہ "

جملہ کہتے ہوئے سانس ہلکی سی باہر نکالی، جیسے بات سناتے ہوئے بھی اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

لہجے میں دبی ہوئی خوشی صاف جھلک رہی تھی۔

سچ کہہ رہے ہیں۔"ملیحہ نے ذرا چونک کر پوچھا۔ "

ہاں۔"آہل کا جواب مختصر تھا مگر پُراثر۔ "

چلیں یہ تو اچھی بات ہے۔"ملیحہ نے نرمی سے کہا۔ "

دونوں کے درمیان کچھ لمحوں کی خاموشی در آئی، اور اگلے ہی لمحے کیبن کا دروازہ بجا۔ پیون ہاتھ میں کپ لیے کھڑا تھا۔ آہل نے اسے اندر بلایا اور کپ اس کے ہاتھ سے لیکر تھام لیا۔

ڈاکٹر باہر پولیس آفیسر آئے ہیں۔" پیون نے کپ تھماتے ہوئے کہا۔"

آہل کے چہرے رنگ اُڑا۔ دوسری طرف فون کال پر ملیحہ بھی ذرا چونکی۔

پولیس آفیسر؟" آہل نے چونکتے دہرایا۔ پیون نے سر ہلا کر جواب دیا۔"

وہ یہاں کسی سابقہ ڈاکٹر سے ملنے آئے ہیں۔" اس نے مزید اطلاع دی۔"

کون سابقہ ڈاکٹر؟" آہل نے بھنویں سکیڑے پوچھا۔"

ڈاکٹر ساحل۔" آہل نے نام سن کر حیرت سے پیون کو دیکھا پھر کافی گا کپ سامنے میز پر" رکھ دیا۔

آہل۔" فون کی دوسری جانب سے ملیحہ کی آواز گونجی۔"

" ہاں ملیحہ۔"

کیا ہوا آہل پولیس کیوں آئی ہے؟" اس کے لہجے میں فکر تھی۔ آہل نے سادہ مگر تسلی نما" انداز میں جواب دیا:

" پتا نہیں میں معلوم کرتا ہوں، تم فکر مت کرو۔"

ٹھیک ہے، پر اگر کوئی مسئلہ ہو اور ہیلپ چاہیے ہو تو پلیز بتا دیجیے گا۔" ملیحہ نے بات کہہ کر" کال منقطع کر دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آہل کافی کا کپ وہی چھوڑ کر کیبن سے باہر نکل گیا۔پولیس آفیسر ویٹنگ روم میں بیٹھے تھے، وہ سیدھا ویٹنگ روم کی طرف گیا۔

السلام علیکم میں ڈاکٹر آہل سکندر ہوں، میڈیکل ڈائریکٹر، کہیے آفیسر کیا بات ہیں؟"آہل" نے سنجیدگی سے سر جھکا کر سلام کیا، لہجے میں وقار تھا اور آنکھوں میں تعاون کا صاف تاثر۔

آفیسر کامران ریاض نے اس کے سلام کا نرمی سے جواب دیا پھر ویٹنگ روم پر نظر دوڑانے لگا۔

ڈاکٹر آہل میں یہاں سابقہ ڈاکٹر ساحل سے ملنے آیا ہوں۔"آفیسر نے سادہ لہجے میں کہا۔"

جی ضرور مل لیتے مگر وہ کچھ وقت سے یہاں پاکستان میں نہیں ہے۔"آہل کی بات پر آفیسر" کو جھٹکا لگا۔

کہاں ہے وہ؟"آفیسر نے بھنویں سکیڑے پوچھا۔"

آفیسر کیا میں جان سکتا ہوں کہ آپ کو سابقہ ڈاکٹر کے حوالے سے کیا کام ہے؟"آہل نے" نرم انداز میں پوچھا۔

جی میں اپنے ایک کیس کے سلسلے میں اُن سے ملنا چاہتا ہوں، یا یوں کہوں کے انکوائری" " کرنے آیا ہوں۔۔اب آپ بتائیں گے کہ وہ کہاں ہے؟

ٹھیک ہے اگر کوئی مسئلہ نہ ہو تو میرے کیبن میں چل کر بات کر لیں۔"آفیسر نے ہامی" بھری تو وہ ویٹنگ روم کا دروازہ کھولنے لگا۔

سسٹر پیون کے ساتھ دو کپ کافی بھجوا دیں۔"دوں وں اب کیبن کی طرف جانے لگے۔"

کیبن میں کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھ کر آفیسر نے پھر سوال دہرایا۔

" کہاں ہے وہ سابقہ ڈاکٹر؟"

وہ دبئ میں ہیں۔"وہ مؤدب انداز میں جواباً گھوا۔"

اور کب سے ہیں وہاں مطلب کتنا وقت ہوا ہے گئے ہوئے؟"آفیسر کے اس سوال پر آہل کا" دل بے چین ہوا۔

قریباً ایک سال سے، لیکن آپ یہ سارے سوالات کس لیے کر رہے ہیں؟"اس نے نرم" انداز میں ہلکی سی سانس لیتے پوچھا۔

ایک سال پہلے گئے ہیں۔"آفیسر نے دہرایا، پھر بولا":

ایک سال پہلے ایک لڑکی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا دراصل وہ ایک قتل تھا میں اس سلسلے میں یہاں" آیا ہوں، ریکارڈز میں اس سابقہ ڈاکٹر کا نام شامل ہے جس نے ایک سال پہلے اُس لڑکی کا کیس سنبھالا تھا۔"آفیسر نے آہل کو جواب دیا، جوان کی بات خاموشی سے سن رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہے کیونکہ میں خود ایک سال پہلے ملتان میں اور فینج کے بچوں کے علاج کے لیے گیا تھا۔" آہل کے جواب پر آفیسر نے سر ہلایا۔

"آپ یہاں نہیں تھے تو کوئی سینئر ڈاکٹر تو ہوگا نا جس نے اس وقت یہ ہاسپٹل کا سسٹم سنبھالا ہو؟" آفیسر کا چہرہ پر سکون تھا، لبوں پر ہلکی سی سختی کے بغیر سوال کا انداز، آنکھوں میں دلچسپی اور تجسس واضح تھا۔ بھنویں معمولی اوپر جھکی ہوئی تھیں، مگر کسی قسم کی تناؤ یا غصے کی جھلک نہیں۔ وہ جیسے احترام کے ساتھ حقیقت جاننے کی کوشش کر رہا ہو، انداز میں نرمی اور تحمل نمایاں تھا تاکہ سامنے والا بے خوف ہو کر جواب دے سکے۔ آہل کے چہرے پر لمحاتی حیرت کے آثار نمودار ہوئے۔ بھنویں معمولی سی تناؤ سے سکیڑ گئیں۔

"جی میرے بھائی یہاں کہ ایم-ڈی اور سی ای او ہیں، وہ اس وقت یہاں کی تمام مینجمنٹ سنبھال رہے تھے۔" آہل نے پر سکون اور مؤدب انداز میں جواب دیا، آنکھیں آفیسر پر مرکوز، لبوں پر نرم سی مسکراہٹ اور چہرے پر وقار۔ الفاظ میں اعتماد اور احترام نمایاں تھا، جیسے وہ بات کو واضح اور شفاف طور پر پہنچانا چاہتا ہو۔

"ٹھیک ہے مجھے آپ کے بھائی سے ملنا ہے اُنہیں ابھی بلائیے۔" آفیسر نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا، نظریں آہل پر مرکوز تھیں اور چہرے پر ہلکی سنجیدگی جھلک

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رہی تھی۔آہل نے آفیسر کے انداز پر آنکھیں تھوڑی سی چھوٹی کیں اور انگلی سے چشمہ درست کیا۔

آفیسر کیا آپ کے پاس تفتیشی اجازت نامہ ہے؟"آہل نے نرمی سے مگر سنجیدہ لہجے میں" پوچھا۔

نہیں۔"آفیسر نے مختصر جواب دیا۔"

سوری، اگر آپ اجازت نامہ کے بغیر آئے ہیں تو میں کسی بھی قسم کی انکوائری کی اجازت" نہیں دے سکتا۔"آہل کا انداز اس بار صاف اور دوٹوک تھا۔

یک دم آہل کے بدلے ہوئے رویّے کو دیکھ کر آفیسر کے چہرے پر ہلکی سی حیرت ابھر آئی۔

آپ مجھے انکوائری کرنے سے روک نہیں سکتے۔"آفیسر کے لہجے میں ہلکی سختی در آئی۔"

بغیر اجازت نامہ یا سرچ وارنٹ کے کوئی بھی قانونی انکوائری ممکن نہیں، آفیسر، یہ بات تو" آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔"آہل نے پُر سکون مگر واضح انداز میں کہا۔

آفیسر نے چند لمحے آہل کو خاموشی سے دیکھا۔وہ خاموشی عام خاموشی نہیں تھی، اس میں ایک تولتا ہوا انداز تھا، کمرے میں گھڑی کی ٹک ٹک اب واضح سنائی دینے لگی۔اس نے کمر کرسی سے لگائی، انگلیاں آپس میں جوڑیں اور نظریں آہل سے ہٹائے بغیر گہری سانس لی۔

ٹھیک ہے ڈاکٹر آہل۔"آفیسر نے دھیرے سے کہا، آواز میں نرمی تھی مگر لہجے میں ایک اَن" کہی تنبیہ۔

"میں بغیر وارنٹ کے کوئی کارروائی نہیں کروں گا۔"

وہ ایک لمحے کو رکا، پھر ہلکا سا آگے جھکا۔

لیکن یہ معاملہ یہاں ختم نہیں ہوا ہے، میں ایک بار پھر آؤں گا وہ بھی وارنٹ کے ساتھ۔""

آہل نے پلک جھپکائے بغیر اس کی بات سنی۔ چہرے پر سکون برقرار تھا، مگر اندر کہیں ایک انجانا خدشہ سر اٹھانے لگا۔اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ محض ایک رسمی سوال جواب نہیں تھے۔

:آفیسر اٹھ کھڑا ہوا، کوٹ کے بٹن درست کیے اور دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے رُک گیا

یہ سوال یہاں رُکے ہیں، ختم نہیں ہوئے، ڈاکٹر صاحب۔" یہ کہہ کر اس نے آخری نظر" آہل پر ڈالی۔۔۔ایک ایسی نظر جس میں وعدہ بھی تھا اور انتباہ بھی۔

دروازہ بند ہوا تو کمرے میں پھر خاموشی لوٹ آئی، مگر اس خاموشی میں اب سکون نہیں تھا۔ آفیسر کے الفاظ فضا میں معلق رہ گئے۔آہل نے فوراً کوئی جواب نہیں دیا۔

وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹکا۔۔۔بس اتنا سا کہ خود اسے بھی احساس نہ ہوا کہ یہ توقف غیر معمولی تھا۔ نظریں لاشعوری طور پر میز کے کنارے پر جا ٹھہریں، جیسے دماغ کسی ایسی بات کو ترتیب دینے میں لگا ہو جو حقیقت میں اس کے پاس تھی ہی نہیں۔

" ہوا کیا تھا ایک سال پہلے؟"

چہرے پر سنجیدگی برقرار رہی، مگر آنکھوں میں ایک اجنبی سی گہرائی اتر آئی۔۔۔وہ گہرائی جو عموماً تب آتی ہے جب آدمی کچھ سمجھ نہ پا رہا ہو، مگر سامنے والا یہی سمجھے کہ وہ سب سمجھ چکا ہے۔اس نے ہلکی سی سانس لی، جیسے خود کو کسی بے وجہ الجھن سے نکال رہا ہو۔کمرے میں سب کچھ ساکن تھا، مگر اس خاموشی میں بس ایک سوال سانس لے رہا تھا۔

Clubb of Quality Content!

ΔΔΔΔΔ

رات کے قریباً نو بج رہے تھے۔وہ سڑک متوازن رفتار میں سوار تھا۔ہاسپٹل میں دن بھر کے کام کے بعد اب وہ اپنے گھر جا رہا تھا۔

اس کا ایک ہاتھ اسٹیرنگ پر اور دوسرا لبوں کے قریب جیسے وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔

ڈاکٹر ساحل سے مجھے جلدی ہی ملنا ہو گا۔"اس نے دل میں کہا۔اور گاڑی روک دی۔گھر کا"

دروازہ کھلا تو اس نے گاڑی اپنی جگہ پر کھڑی کر دی۔

اعظم ہاؤس میں رات کے اس پہر غیر معمولی چہل پہل تھی۔ڈرائنگ روم سے قہقہوں اور

دھیمی گفتگو کی آوازیں آ رہی تھیں، جیسے کسی اہم بات پر اتفاق ہونے والا ہو۔

آہل ہاتھ میں بیگ لیے اندر داخل ہوا۔

السلام علیکم۔"ڈرائنگ روم میں انسہ بیگم، آنیا اور اریج موجود تھیں، جبکہ سامنے والے"

صوفے پر آنیا کی ساس رفعت بیگم اور زوہان بیٹھے تھے۔

انسہ بیگم نے مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا، چہرے پر خاص سی طمانیت تھی۔

کیا بات ہے مما؟"آہل نے ارد گرد کے خوشگوار ماحول کو دیکھتے ہوئے پوچھا،"آج تو آپ"

"سب کچھ زیادہ ہی خوش نظر آ رہے ہیں۔

رفعت بیگم نے ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ انسہ بیگم کی طرف دیکھا، جیسے اگلا جملہ کسی

خوشخبری کا اعلان ہو۔

آہل نے سب کے چہروں پر پھیلی مسکراہٹوں کو ایک نظر دیکھا، پھر ہلکا سا چونک کر آنیا کی

طرف دیکھا۔

خیر تو ہے نا؟"اس نے نیم سنجیدہ، نیم چونکنے والے انداز میں پوچھا، مگر آنکھوں میں چھپی "خوشی صاف جھلک رہی تھی۔

اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

السلام علیکم۔"ایان اندر داخل ہوا، کوٹ اتارتے ہوئے اس نے بھرے ہوئے ڈرائنگ "روم پر ایک سرسری نظر ڈالی اور بھنویں ہلکا سا اٹھ گئیں۔

لگتا ہے میں کسی فیصلے کے عین وقت پر آیا ہوں۔"اس کے لہجے میں ہلکی سی شرارت تھی۔ "آہل کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔

ہاں۔۔۔اور فیصلہ خاصا بڑا ہے۔"ارتج کی آنکھوں میں چمک اور خوشی جھلک رہی تھی، "جیسے وہ ماحول کے خوشگوار لمحے کو مزید دلچسپ بنانا چاہتی ہو۔

اچھا، وہ کیا؟"ایان نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے سوالیہ انداز میں دلچسپی سے پوچھا۔"

رفعت بی آنیا اور زوہان کے نکاح کی تاریخ پکی کرنے آئیں ہیں۔"انسہ بیگم کے چہرے پر "نرمی اور اطمینان تھا، آواز میں محبت اور خوشی جھلک رہی تھی، جیسے وہ خوش خبری دیتے ہوئے فخر اور راحت محسوس کر رہی ہوں۔ایان نے سنتے ہی سنجیدگی کے ساتھ سر ہلایا، لیکن آنکھوں میں چھپی خوشی واضح تھی۔

پھر آپ نے کیا سوچا ہے ؟"آہل نے لبوں پر مسکان سجائے انسہ بیگم سے پوچھا۔اس کے" لہجے میں ہلکی سنجیدگی اور غور و فکر تھا لیکن آنکھوں میں احترام اور خاندانی اہمیت کا اثر نمایاں تھا۔

بھئی مجھے کوئی اعتراض نہیں اتنی جلدی نکاح کرنے سے۔۔۔اور آنیا سے بھی مشورہ کر لیا" ہے وہ راضی ہے،بس تم دونوں رہ گئے ہو۔۔۔تو بتاؤ تمہاری کیا رائے ہیں ؟"انسہ بیگم نے نرمی سے کہتے ہوئے پوچھا۔ان کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔

ہمیں کیوں کوئی مسئلہ ہو گا۔"ایان نے اطمینان سے کہتے ہوئے آہل کی جانب دیکھا۔"

ہاں بلکل۔۔۔ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے مما جیسی آپ کی مرضی۔۔۔آپ راضی ہیں تو" تاریخ پکی کر لیں۔"اس کے لہجے نرمی، محبت اور احترام تھا۔لبوں پر ہلکی سی مسکان، آنکھوں میں اعتماد اور رفاقت کا اثر، جیسے بھائی اور ماں کے فیصلے کو مکمل طور پر تسلیم کر رہا ہو۔

آنٹی آپ نے کیا تاریخ سوچی ہے ؟"ایان نے رفعت بی کی جانب دیکھتے سوال کیا۔"

ہاں۔۔دو ہفتے بعد کی ہے، 19 جنوری۔"رفعت بی کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔"

Clubb of Quality Content

کیا واقعی؟ اتنی جلدی۔"ایان اور آہل کے چہروں پر حیرت اور خوشی کے امتزاج کے ملے جلے آثار نمایاں ہوئے، آنکھیں تھوڑی بڑی ہوئی، اندرونی خوشی کے ساتھ تھوڑی بے یقینی یا شگفتگی بھی جھلکنے لگی۔انسہ بیگم نے سر کے اشارے سے ہاں کہہ کر دونوں کو یقین دلایا۔

ہاں بیٹا، دراصل اس کی ایک وجہ ہے، تمہارے انکل اور زوہان اپنے کام کے سلسلے میں سعودیہ جا رہے ہیں اور پھر واپسی ان کی چار مہینے بعد کی ہے۔۔۔چار مہینے بعد کی تاریخ کافی لمبی مدت ہے اسی لیے میں نے ایک دن پہلے ہی انسہ کو فون کر دیا تھا تاکہ وہ مطمئن اور تیار رہے۔

"رفعت بی نے سادہ لہجے میں کہا۔ایان نے سن کر سنجیدگی سے سر ہلایا۔

تو مما اگر سب فکس ہو چکا تھا تو آپ ہمیں ان فارم کر دیتی، ہم کم سے کم ساتھ میں مٹھائی تو لے آتے۔"آہل اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا اور آنیا کے قریب جا بیٹھا۔آنیا جواب تک ساری گفتگو سن رہی تھی آہل کو دیکھ کر مسکرائی۔

مٹھائی کی فکر نہیں کریں آہل بھائی۔۔۔وہ تو مما نے پہلے ہی لیکر رکھ دی ہے۔۔۔میں ابھی لیکر آئی۔"اریج نے خوشی بھرے لہجے میں اٹھتے ہوئے کہا اور کچن کی جانب جانے لگی۔

بہت مبارک آپ کو آنٹی اور آپ کو بھی جناب۔"ایان بھی کھڑے ہوتے ہوئے بولا اور زوہان سے گلے مل کر مبارک باد دینے لگا۔

مبارک باد کا سلسلہ ایسے ہی جاری رہا اور یوں گھر کے ہر کونے میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی، ہنسی اور مسکراہٹیں ایک دوسرے میں گھلتی گئیں، جیسے وقت نے لمحوں کو خاص اور یادگار بنا دیا ہو۔

ΔΔΔΔΔ

ایک دن بعد :

جنوری کی صبح کی دھندلی روشنی آہستہ آہستہ شہر کی چھتوں اور گلیوں پر پھیلنے لگی اور سانس کی ہر بھاپ سفید ریشم کی مانند فضا میں گھلنے لگی۔ سڑکیں خالی اور خاموش تھیں، صرف درختوں کی سرسراہٹ اور کبھی کبھار گزرنے والی گاڑیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ سورج ابھی اپنی نرم سنہری روشنی سے دنیا کو جگا رہا تھا، اور شاخیں، پتّے جیسے روشنی کی پہلی کرن کے ساتھ نرم خوابوں میں جھلکنے لگے۔ فضا میں ایک خاموشی اور سکون تھا، مگر وہ سکون دل میں ہلکی سی امید اور دن کی تازگی جگا رہا تھا، جیسے ہر لمحہ ایک نئی کہانی کا آغاز ہونے کو ہے۔

سردی کی اس دھند میں لپٹا ایک گھر خاموش کھڑا تھا، جہاں بس ایک کھڑکی جو بالکونی کے اندر بنی تھی، تازہ ہوا کے لیے کھلی رکھی گئی تھی، جہاں سے جھانکے تو وہ تنہا بیٹھی تھی، ہاتھوں میں کاغذ، دماغ میں سو خیال، مگر دل ایک عجیب بے چینی سے بھرا ہوا۔ آنکھیں کھڑکی کی طرف، مگر باہر کی دھندلی روشنی بھی اس کے سکون کو چھو نہ سکی۔ سانسیں ہلکی تیز، ہونٹ دبے، اور دل میں ایک سوال جو جواب کے انتظار میں تھا۔ ہر لمحہ اس کے اندر کشمکش بڑھتی جا رہی تھی، اور پھر بھی، کہیں گہرائی میں، امید کی ایک چھوٹی کرن ہلکی سی مسکان لیے جھلک رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس کی دماغ کی نسیں بار بار گزشتہ رات کی بات یاد دلا رہی تھیں۔

وہ صوفے پر آرام سے بیٹھی کتاب ہاتھ میں لیے کافی پی رہی تھی۔ رات کے سوا دس بج رہے تھے اسی لمحے ڈور بیل بجی۔ اس نے چونکتے ہوئے نظریں اٹھائیں، پھر ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔

اس وقت کون ہوگا؟" اس نے سوچتے ہوئے کتاب بند ہی کی تھی کہ مستقیم صاحب کے" کمرے کا دروازہ کھلا۔ ملیحہ نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ کمرے سے باہر نکل رہے تھے۔

خالو! آپ سوئے نہیں ہیں؟" اس نے سیدھے بیٹھ کر پوچھا۔ مستقیم صاحب مسکراہٹ" لیے اس کے قریب آئے۔

نہیں۔۔۔مجھے نیند نہیں آرہی۔۔۔اس لیے سوچا کہ ایک کپ چائے بنا کر پی لوں اور کچھ" حساب کتاب کا کام ہے تو وہ کرلوں۔" مستقیم صاحب نے نرمی سے جواب دیا۔

ایک بار پھر ڈور بیل بجی اس بار ملیحہ کے ساتھ مستقیم صاحب بھی چونکے۔

عافیہ اب آرہی ہے کیا؟" مستقیم صاحب نے اندازہ لگاتے کہا۔"

نہیں خالو وہ تو کب کی گھر آچکی ہے اور شاید سو بھی گئی ہے۔"اس نے چہرہ اٹھائے نرمی سے" جواب دیا۔

پھر اس وقت کون ہے دروازے پر؟"وہ اندازہ لگا رہے تھے ان کے لہجے میں اب احتیاط" شامل ہو چکی تھی۔ملیحہ کتاب بند کرتی اٹھنے لگی اور پیروں میں چپل ڈالتی قدم بڑھانے لگی۔ مستقیم صاحب نے چند قدم پر روک لیا۔

رکو بیٹا! تم یہی رہو میں دیکھتا ہوں۔"انہوں نے محافظانہ انداز میں کہا، جیسے کسی انجانے" خطرے کو پہلے خود پر لینا چاہتے ہوں۔وہ کہتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھے۔

دروازے کے اس پار خاموشی تھی وہ کچھ سہمے پھر بولے۔

کون ہے؟"ان کے سوال پر دروازے کے دوسری جانب خاموشی ٹوٹی اور ایک اجنبی آواز" نے کہا:

جی جناب دروازہ کھولیں۔" باہر سے ایک بھاری مردانہ آواز آئی۔آواز میں اجنبیت اور" سختی تھی، جس نے فضا کو اور بھاری کر دیا۔وہ گہرا سانس لیتے ہوئے دروازہ کھولنے لگے۔ملیحہ داخلی دروازے کی جانب کھڑی تھی۔

دروازے کے دوسری جانب دو انجان آدمی، جن میں سے ایک چالیس سال کی عمر سے" زیادہ اور دوسرا پچیس سالہ نوجوان لگتا تھا۔

جی آپ لوگ کون ہیں؟" مستقیم صاحب نے محتاط نظریں دونوں پر دوڑائیں۔ان کے " سوال پر وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

چچا آپ کی تعریف؟" بڑی عمر کا آدمی بولا۔آدمی کا لہجہ رسمی تھا مگر آنکھوں میں تفتیش" نمایاں تھی۔

میرا نام مستقیم ہے یہ گھر میرا ہے۔" مستقیم صاحب نے سادہ لہجے میں جواب دیا۔"

مستقیم صاحب،اس گھر میں ایک لڑکا رہتا ہے مُحب نام ہے اُسے بلائیے ہمیں اُس سے کام" ہے۔" بڑی عمر کے آدمی نے لہجے میں ہلکی نرمی اور سختی سے کہا۔اس کی نگاہیں مستقیم صاحب پر تھی۔یہ سنتے ہی فضا میں اچانک بوجھ سا آ گیا۔

مستقیم صاحب مُحب کا نام سنتے ہی حیران کھڑے رہ گئے وہی کچھ دور کھڑی ملیحہ کی جسم میں ایک کرنٹ دوڑنے لگا۔

مُحب، جناب آپ لوگ ہیں کون؟اور یہ مُحب سے کیا کام ہے؟" یہ سوال کہتے ہوئے مستقیم" صاحب کا لہجہ اب مکمل طور پر سنجیدہ ہو چکا تھا، آواز میں حفاظتی سختی شامل تھی، آنکھیں اجنبیوں کے چہروں پر جمی ہوئی تھیں، جیسے ہر لفظ کے پیچھے چھپے خطرے کو بھانپنے کی کوشش کر رہے ہوں، جبکہ دل میں ایک انجانا خدشہ خاموشی سے سر اٹھا رہا تھا۔

ہم جو بھی ہوں اُس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔بس آپ مُحب کو بلائیں۔" وہ اب" حکمیہ انداز میں بولا۔ مستقیم صاحب نے ایک نظر پلٹ کر ملیحہ کو دیکھا۔ ملیحہ کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔

اس کے دل میں خوف نے اچانک پنجے گاڑ دیے۔ سانس سینے میں اٹک سی گئی، ہاتھ بے اختیار کانپے، اور کانوں میں ایک ہی نام گونجنے لگا۔۔۔مُحب۔ وہ باہر سے ساکت کھڑی تھی۔

معاف کریئے گا مگر آپ جس سے یہاں ملنے آئے ہیں وہ نہیں ہے، مُحب کی وفات ہو چکی" ہے۔" مستقیم صاحب نے ہاتھ پشت پر باندھے مضبوط لہجے میں کہا۔ مقابل کھڑے دونوں مرد ایک دوسرے کو بے یقینی سے دیکھنے لگے۔

Clubb of Quality Content

کیا بکواس ہے یہ؟"نوجوان لڑکا سخت لہجے میں بولا۔"

بکواس نہیں حقیقت ہے۔۔۔اب آپ لوگ بتائیے کہ کام کیا ہے؟"مستقیم صاحب نے" مضبوط لہجے میں دونوں پر باری باری نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

اور وہ لڑکی کہاں ہے۔۔۔اُس کی بہن؟"اُس آدمی کے سوال پر مستقیم صاحب پھر حیران" ہوئے۔

کس کی بات کر رہے ہیں آپ؟"مستقیم صاحب نے ہلکی گردن موڑ کر دیکھا پھر کہا۔"

دراصل مستقیم صاحب آج سے کچھ وقت پہلے ہم یہاں آئے تھے اور مُحب کی بہن سے" بات ہوئی تھی۔۔۔۔لیکن تب اُس نے مُحب کی موت کا ذکر نہیں کیا تھا۔"بڑی عمر کا آدمی :کہہ کر خاموش ہوا۔ایک ہلکی سانس خارج کرتے اس نے پھر کہا

خیر ہے آپ مُحب کی بہن کو بتا دیجئے گا کہ دو آدمی آئے تھے مُحب کے بارے میں بات" کرنے،وہ ہمیں پہچان لے گی۔اُس سے پیسوں کا پوچھ کر اس نمبر رابطہ کر لینا۔"وہ اب سختی اور نرمی بھرے لہجے میں بول رہا تھا اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر مقابل کی طرف بڑھایا۔مستقیم صاحب نے ایک لمحہ گزرنے کے بعد وہ کارڈ تھام لیا۔

دونوں آدمی پلٹ کر جا چکے تھے۔ مستقیم صاحب نے دروازہ بند کیا اور اندر چلے آئے۔ ملیحہ بھی خاموشی کے ساتھ چلی آئی۔

کیا تم اِن کو جانتی ہو؟" وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگے، لہجے میں نرمی رکھی، مگر" نگاہیں جواب مانگ رہی تھیں۔

ج۔۔۔جی۔ "ملیحہ کی آواز لرز گئی۔ سر ایسے خود بخود جھک گیا، جیسے اعترافِ جرم کر رہی" ہو۔

اور یہ مُحب کے بارے کیا کہہ رہے تھے وہ؟"اب سوال میں تشویش صاف جھلک رہی" تھی۔ پیشانی پر بل نمایاں ہونے لگے۔

مُحب کے انتقال سے پہلے مُحب نے کچھ پیسے ادھار لیے تھے جو اُس نے چکائے نہیں ہے اور" قرض کے چکر میں اُس نے اپنی جان دے دی۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آواز ٹوٹ گئی، آنکھوں سے چند قطرے خاموشی سے گالوں پر بہہ گئے۔

مستقیم صاحب نے سن کر گردن سیدھی کی۔ چہرے پر حیرت اور آنکھوں میں گہرا صدمہ اتر آیا، مُحب کی خودکشی کی حقیقت انہیں اندر تک ہلا گئی۔

Clubb of Quality Content

"یہ لوگ ایک مہینے پہلے یہاں آئے تھے مُحب سے ملنے، وجہ معلوم کی تو یہ پتا چلا کہ مُحب نے مرنے سے دو ماہ پہلے کسی خاور نام کے آدمی سے کچھ رقم ادھار لی تھی اور وہ رقم وہ ادا نہیں کر سکا۔" وہ جیسے بوجھ ہلکا کر رہی ہو، مگر ہر لفظ اسے اور توڑ رہا تھا۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا ملیحہ ؟" ان کی آواز میں شکوہ کم اور اپنائیت بھرا دکھ زیادہ تھا۔

"کیسے بتاتی میں، پہلے ہی آپ پر ہم دونوں بوجھ بن گئے تھے پھر اِس قرض کا بوجھ آپ پر کیسے ڈال دیتی۔" وہ نظریں جھکائے بولی، آواز میں خود کو موردِ الزام ٹھہرانے کی تکلیف شامل تھی۔ مستقیم صاحب نے سن کر نفی میں گردن ہلائی۔

"تم ایسا سوچتی ہو ہمارے بارے میں۔" نسوانی آواز پر دونوں نے چونکتے پلٹ کر دیکھا۔ سعدہ بیگم دروازے پر کھڑی تھیں، چہرے پر حیرت اور دکھ ایک ساتھ جھلک رہا تھا۔ وہ دھیرے قدم اٹھا کر ملیحہ کے پاس آ بیٹھیں۔

"دیکھ لیں بیگم آپ کی بھانجی کیا کیا سوچ رہی ہیں ہمارے بارے میں۔" مستقیم صاحب کے لہجے میں ناگواری تھی۔

"مجھے معاف کر دیں، پر میں مزید آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔" اس کا لہجہ بچوں جیسا تھا وہ سعدہ بیگم کے ہاتھ پر دباؤ دیتے بولی۔

پریشان؟ ملیحہ ایسی پریشانی تو اپنوں کو بتانی چاہیے ورنہ انسان اس میں پِس کر رہ جاتا ہے۔""
سعدہ بیگم نے شفقت سے کہا، ہاتھ بے اختیار اس کے سر پر رکھ دیا۔

مُحب نے قرض کے چکر میں کافی لوگوں کو دھوکے میں رکھا ہے اور اب ہم پر فرض ہے کہ " اس کی ادائیگی کریں۔" مستقیم صاحب نے گہری سانس لی، ذمہ داری کا بوجھ اب ان کے کندھوں پر صاف نظر آنے لگا تھا۔ کچھ لمحے خاموشی کے نظر ہوئے پھر مستقیم صاحب کی آواز گونجی۔

قرض کی کتنی رقم ہے؟" انہوں نے سیدھا سوال کیا، نظریں ملیحہ پر ٹھہر گئیں۔ ملیحہ چند لمحے " خاموش رہی پھر بولی:

" پانچ لاکھ۔"

ٹھیک ہے میں انتظام کرتا ہوں کچھ دنوں میں، رقم بڑی ہے اس لیے ایک ساتھ تو بالکل ادا " نہیں ہوگی۔" انہوں نے فیصلہ کن انداز میں کہا، حالانکہ چہرے پر فکر کے آثار نمایاں تھے۔

آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے جو نئی جاب ملی ہے اور جو تنخواہ ملے گی اُس میں " سے کچھ کچھ رقم میں جمع کر لونگی اور اِس طرح ہم پر بوجھ بھی نہیں رہے گا اور قرض بھی ادا

Clubb of Quality Content!

ہو جائے گا۔"ملیحہ نے خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کی، مگر آواز میں قربانی صاف سنائی دے رہی تھی۔

تم پیسے کیوں دو گی؟"سعدہ بیگم نے فوراً کہا، آواز میں ماں جیسی فکر تھی۔"

"تو آپ کو دینے دوں۔۔۔اگر آپ کو کوئی مدد کرنی ہیں تو میرا ایک کام کر دیں آپ بس اس فون نمبر پر رابطہ کر لیں اور یہ معاہدہ کر لیں کہ قرض کی رقم قسطوں میں ادا کر سکتے ہیں ایک ساتھ نہیں۔"ملیحہ نے سر اٹھا کر کہا، آنکھوں میں ضد نہیں بلکہ خودداری تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔لیکن میں کل صبح رابطہ کرونگا۔"مستقیم صاحب نے اثبات میں سر ہلایا، فیصلہ کر چکے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حال:

دروازے کی ہلکی دستک پر اس نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔عافیہ اسے بلانے آئی تھیں۔

ملیحہ! ابو تمہیں بلا رہے ہیں۔"اس نے سادہ لہجے میں کہا اور دروازہ بند کر کے نیچے چلی آئی۔"

سرمئی رنگ کا کرتا شلوار میں ملبوس ملیحہ نے پلنگ کے کنارے سے اپنا سفید دوپٹہ لیا اور سیدھی مستقیم صاحب کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

مستقیم صاحب اور سعدہ بیگم اس کے انتظار میں بیٹھے تھے۔اس نے ہلکی دستک دے کر اجازت مانگی۔سعدہ بیگم نے سر ہلا کر اندر آنے کا اشارہ کیا۔ملیحہ اندر آئی اور دونوں کے چہروں کا بغور جائزہ لینے لگی۔

ملیحہ بچے! میں نے اس نمبر پر کافی مرتبہ کال ملائی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا۔" مستقیم صاحب نے" متوازن مگر فکر مند لہجے میں کہا، جیسے ہر ناکام کال اِن کے دل پر بوجھ ڈال رہی ہو۔سعدہ بیگم نے خاموشی سے ملیحہ کو دیکھا۔

پھر کیا کریں؟"ملیحہ نے مختصر پوچھا، آواز میں ہلکی بے چینی شامل تھی۔"

تمہاری خالہ کا خیال ہے کہ مجھے اُن کے پاس جانا چاہیے اور آمنے سامنے بیٹھ کر بات کرنی" چاہیے مگر مجھے یہ مناسب نہیں لگ رہا، میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں انتظار کرنا چاہیے شاید کوئی ردعمل آجائے۔"وہ نرمی سے بولے، مگر لہجے میں احتیاط نمایاں تھی۔ملیحہ نے اِن کی پوری بات سن کر فوراً اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اُن کے پاس جانا مناسب نہیں، اور ہم اُنہیں نہیں جانتے کہ کیسے لوگ ہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"پر بیٹا! اتنی بڑی رقم ہے وہ لوگ دوسری بار آچکے ہیں۔۔۔اب وہ لوگ پھر سے آئے اور کوئی مسئلہ کھڑا ہو، ہمیں جلدی کرنی چاہیے۔" سعدہ بیگم نے فکرمندی سے کہا، آواز میں ماں جیسی گھبراہٹ شامل تھی۔

"نہیں خالہ۔۔۔وہ لوگ کل خالو سے ملاقات کر کے گئے ہیں ان شاءاللہ اب دوبارہ نہیں آئیں گے اور انسان کی جلد بازی ہمیشہ غلطی کا سبب بنتی ہے۔" ملیحہ نے پُرسکون مگر پُراعتماد لہجے میں کہا، جیسے خود کو بھی حوصلہ دے رہی ہو۔

"ٹھیک ہے پھر جب کوئی ردعمل آئے گا تو میں بات کر لونگا اب تم بے فکر ہو کر اپنی جاب پر جاؤ، کل بھی نہیں گئی ہو۔" مستقیم صاحب نے فیصلہ کن مگر شفقت بھرے انداز میں کہا۔

ملیحہ نے خاموشی سے سر ہلایا، دل میں اُلجھی ہوئی سوچوں کو سمیٹنے کی کوشش کی۔ کمرے سے نکلتے ہوئے اس نے ایک لمحے کو پلٹ کر دیکھا، جیسے وہاں چھوٹ جانے والی گفتگو کا بوجھ ابھی تک فضا میں معلق ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ وقت بعد وہ سڑک پر گامزن تھی۔اس کی گاڑی قصرِ دلاور کی سمت بڑھ رہی تھی مگر دل کہیں پیچھے ٹھہر گیا تھا۔۔۔اُس قرض،اُن اجنبی چہروں اور مُحب کے ادھورے قصے کے ساتھ۔اس نے بکھرے حوصلوں کو یکجا کیا، نظر کی لرزش کو ضبط میں بدلا اور آگے بڑھ گئی۔۔۔اِس اِدراک کے ساتھ کہ زندگی میں بعض ذمہ داریاں آواز نہیں مانگتیں،اور کچھ سفر ایسے ہوتے ہیں جو انسان کو تنہا ہی طے کرنے پڑتے ہیں۔

جاری ہے!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842